آؤ ناٹک کھیلیں
نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا

نہرو بال پستکالیہ - ۱۱

آؤ ناٹک کھیلیں

مصنف:- اوما آنند
تصاویر:- مکی پٹیل
مترجم:- رفیعہ منظور الامین

نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا۔ نئی دہلی

فروری ۱۹۷۲ - پھاگن ۱۸۹۳

قیمت 1-50

تقسیم کار:-

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ
جامعہ نگر، نئی دہلی ۲۵ — اُردو بازار دہلی ۶ — پرنسس بلڈنگ، بمبئی ۳
شمشاد مارکیٹ، علی گڑھ

ڈائرکٹر نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا ــــ ۵ اے گرین پارک نئی دہلی نے
شوچی پرائیویٹ لمیٹڈ نئی دلّی میں چھپوا کر شایع کیا۔

جادوئی سیٹی

وہ اسکول کا آخری دن تھا دوسرے دن سے چھٹیاں شروع ہو رہی تھیں، اسکول سے واپس آتے ہوئے دیپک اپنے ساتھ ایک نیا کامک لے آیا تھا جو اس نے اپنے دوست اور پڑوسی رفیق سے اپنے ایک کامک کے بدلے میں لیا تھا۔ وہ آتے ہی باہر دھوپ میں سبزے پر لیٹ گیا اور کامک پڑھنے لگا، وہ چاہتا تھا قبل اس کے کہ اس کی ماں پانچ بجے کالج سے واپس آئے وہ جلد سے جلد اسے پڑھ ڈالے، ماں نے دیکھ لیا تو ناراض ہو گی کیونکہ اسے یہ بالکل پسند نہیں تھا کہ دیپک اس طرح کامک پڑھتے ہوئے اپنی چھٹیاں برباد کر دے۔

"پی۔ پی ہا — پا — پی۔" اچانک کانوں کو چیرتی ہوئی کسی سیٹی کی ناآشنا سی آواز گونجی۔

"ارے" دیپک چونکا "یہ کیسی آواز ہے؟" اور اس نے اپنے کان اُدھر لگا دیے۔

پی — پی ہا — پاپی —" پھر اسی سیٹی کی نکیلی سی آواز فضا میں پھیلی۔ اب تو دیپک سے بالکل صبر نہ ہو سکا اور وہ تیر کی طرح دوڑ کر، پھاٹک سے نکلا اور اس آواز کی طرف بھاگا، گلی کے نکڑ پر اسے ایک آدمی نظر آیا جس کی بڑی بڑی خونخوار مونچھیں اور چھوٹی چھوٹی چمکدار آنکھیں تھیں اور وہ مسکراتا ہوا دیپک کی طرف دیکھ رہا تھا، اس نے ایک بڑا سا ڈھیلا پیلا پگڑ سر پہ باندھا ہوا تھا، سفید دھوتی پر گہرا لال کُرتا پہن رکھا تھا۔ کانوں میں سونے کے دو بالے چمک رہے تھے، اس نے ایک بڑا سا گٹھر اپنی پیٹھ پر اٹھایا ہوا تھا، وہ اکیلا نہیں تھا اس کے ساتھ ایک لڑکا اور ایک بچہ بھی تھا وہ بھی بالکل اسی آدمی کی طرح کپڑے پہنے ہوئے تھے، لیکن بچے کی پگڑی کا رنگ لمبے آدمی کے پگڑ کی طرح پیلا نہیں بلکہ سبز تھا۔

"پی — پی ہا — پاپی" — اس بڑے آدمی نے سیٹی بجائی۔ دیپک نے اندازہ لگایا کہ لمبے آدمی نے ایک سیٹی اپنے مُنہ کے اندر رکھی ہوئی ہے۔

دیپک پلٹ کر بھاگا تو بس رفیق کے گھر جا کر ہی رکا، اس کا دوست رفیق اس کے پڑوس میں رہتا تھا دونوں کے گھر کے درمیان بس ایک پتلی سی باڑ تھی۔

"ڈیڈو —" دیپک چلایا "ڈیڈو، تم کہاں ہو باہر آؤ جلدی کرو!"

"ابھی آیا" اور آواز کے ساتھ ہی رفیق باہر بھاگ آیا، دبلا، پتلا، لمبا رفیق، دیپک کا سب سے گہرا دوست تھا، جو اپنے ساتھیوں میں ڈیڈو کے نام سے مشہور تھا۔

"میں بھی آ رہی ہوں" — ایک اور باریک سی آواز سُنائی دی اور اس کے ساتھ ہی اندر سے ایک گول مٹول پیاری سی بچی بھی باہر آئی، گھونگھریالے بالوں کے درمیان اس کے روشن چہرے پر ہنستے ہوئے گالوں میں دو ننھے ننھے گڑھے پڑ جاتے تھے۔

"اُفوہ" دیپک نے بیزاری سے پاؤں پٹکا "تجھے کس نے بلایا تھا یار دو؟"

بچی کا چہرہ اُتر گیا — وہ لڑکی رفیق کی چھوٹی بہن پروین تھی۔ اس کی عمر دس سال تھی لیکن کرنا

وہی چاہتی تھی جو رفیق کرتا تھا، ظاہر ہے رفیق اور دیپک اس سے دو تین سال بڑے تھے اور پھر لڑکے تھے، وہ پارو کی اس ہمسری پر بھناتے رہتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ پارو کی بچی ہمیشہ رنگ میں بھنگ ڈال دیتی ہے

"ارے چھوڑو بھی" ڈیڈو نے کہا "یہ بتا ڈبلایا کیوں تھا مجھے ؟"

"سُن، اپنی گلی میں ایک کٹھ پتلی کے تماشے والا آیا ہے" دیپک نے کہا شاید وہ بازار میں تماشہ کرنے والا ہے، چل ہم بھی چل کر مزے سے دیکھیں !

"مجھے بھی لے چلو۔" اور پارو ان کے پیچھے پیچھے گلی میں بھاگنے لگی،

"میں دی — (میں بھی) — میں دی" ایک فٹ بال نما چھوٹا بچہ پیچھے سے لڑھکتا ہوا آیا اور پارو کے پیچھے بھاگنے لگا۔

"دیکھ تونے کیا کر دیا۔" دیپک نے غصے سے کہا، "اب یہ ٹپو بھی ساتھ لد گیا!"

"اچھا اچھا، چل ہم سب ساتھ چلیں گے۔" ڈیڈو جھگڑا بڑھانے کا قائل نہیں تھا "پارو تو میرا ہاتھ پکڑ لے" اس نے اپنی بہن سے کہا

"تو اِدھر آ ٹپو، بیٹھ جا میری پیٹھ پر" دیپک کو حالات سے سمجھوتہ کرنا پڑا اور اس نے اپنے پانچ سالہ بھائی ٹپو کو پیٹھ پر لاد لیا، یہ قافلہ جلد ہی بازار کے چوک میں پہنچ گیا جہاں پہلے ہی سے ایک مجمع اکٹھا ہو چکا تھا۔

پی — پی پا۔پاپی، کٹھ پتلی والے نے سیٹی بجائی۔ کٹھ پتلی والے کے ساتھ کا بڑا لڑکا ڈھول پیٹے جا رہا تھا۔

ان چاروں بچوں نے بھی پانی کی طرح آپ اپنا راستہ بنا لیا اور کسی طرح مجمع کے سامنے والی قطار میں پہنچ ہی گئے اور مزے سے دوسروں کے ساتھ پالتی مار کر بیٹھ گئے، کٹھ پتلی والے نے صندوق نما ایک چھوٹا سا اسٹیج بنا رکھا تھا، اور اسٹیج کے پیچھے سے کٹھ پتلیوں کی ڈوریوں کو اپنی انگلیوں سے لپیٹ کر تھامے رکھا تھا جن کی مدد سے وہ پتلیوں کو اسٹیج پر نچاتا تھا۔

اسٹیج پر اس وقت ایک دربار کا سین تھا، راجہ امر سنگھ راٹھور اور ان کی ملکہ باڈی رانی تخت پر بیٹھے تھے یہ سب رنگ برنگے کپڑوں میں ملبوس کٹھ پتلیاں ہی تھیں۔ راجہ امر سنگھ راٹھور کی مونچھیں بھی بالکل

کٹھ پتلی والے آدمی کی مونچھوں کی طرح خونخوار تھیں۔ کانوں میں اسی طرح کی سونے کی بالیاں بھی تھیں اور سر پر ایک چمکتا سنہرا تاج۔ رانی کا لباس بھی سُرخ اور نقرئی تھا اور وہ طرح طرح کے زرق برق زیوروں سے لدی ہوئی تھی۔ راجہ اور رانی کے آگے دربار کی ایک رقاصہ ناچ رہی تھی، کٹھ پتلی والا کچھ ایسے انداز سے اس رقاصہ کے دھاگے کو جھٹکا لگاتا کہ وہ بڑے مزے سے اپنا لہنگا پھیلا پھیلا کر چک پھیریاں لے لے کر ناچنے لگتی، ڈھول کی "ڈم ڈم" اور سیٹی کی "پی پی۔ پاپی" بھی ساتھ ساتھ جاری تھی، رقاصہ کا ناچ ختم ہوتے ہی راجہ اور رانی کو خوش کرنے کے لیے اسٹیج پر ایک مداری آیا اور جیسے ہی اس نے اپنی بین بجانی شروع کی، اس کی منی سے ٹوکری سے ایک سانپ نکل آیا اور جھومنے لگا، مداری کا چنکبرا کتا بھی ساتھ ساتھ قلابازیاں لگاتا جاتا تھا، اچانک ایک ہانپتے کانپتے قاصد نے آکر راجہ امر سنگھ کو، دشمن کے حملے کی خبر دی، راجہ امر سنگھ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے، تلوار اٹھائی اور اپنے مشکی گھوڑے پر بیٹھ کر روانہ ہو گئے، سین بدلا، یہ جنگ کا منظر تھا، دشمن راجہ ایک لال گھوڑے پر سوار تھا اور راجہ امر سنگھ اپنے کالے گھوڑے پر، دونوں گھوڑے ایک دوسرے سے ٹکرا رہے تھے اور تلواریں کھنکھنا رہی تھیں، "ڈم۔ ٹاٹا۔ ڈم۔ ڈم۔ ٹاٹا۔ ڈم!"

ڈھول بج رہا تھا۔ پی، پی ہا، پا پی۔ سیٹی گونج رہی تھی!

امر سنگھ کو فتح نصیب ہوئی، لال گھوڑے پر سوار راجا زمین پر گر کر ختم ہو گیا۔ کھیل ختم ہوا، مجمع نے خوش ہو کر تالیاں بجائیں، وہ چھوٹا لڑکا جس نے ہری پگڑی باندھ رکھی تھی، اٹھا اور اپنا مٹی کا کاسہ ہر ایک کے آگے بڑھانے لگا، سب تماشا دیکھنے والے اس میں پیسہ ڈالنے لگے۔

"اُفوہ! اب کیا ہوگا؟" دیپک نے کہا "میرے پاس تو پیسے نہیں ہیں، ڈیڈو تمھارے پاس ہیں کیا؟" ملا رفیق نے انکار میں سر ہلا دیا۔

"میرے پاس ہیں!" پارو خوشی سے چلائی اور اس نے اپنی فراک کی جیب سے ایک چھوٹی سی چمکیلی چونّی نکال کر دکھائی۔

"یہ بڑا اچھا ہوا، یہ اسے دے دو" دیپک نے کہا اور سوچنے لگا لڑکیاں بڑے آڑے وقتوں پر کام بھی آتی ہیں!

پارو نے وہ سکہ کاسے میں ڈال دیا اور وہ چاروں بچے بھی دوسرے ناظرین کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے!

"دیپک اب جلدی چلنا چاہیئے" ڈیڈو نے کہا "گھر میں سب پریشان ہو رہے ہوں گے"۔ اور چاروں گھر کی طرف بھاگنے لگے۔

"سُن ڈیڈو" دیپک نے ہانپتے ہوئے کہا "ہم خود کیوں نہ ایسا ایک تماشا کریں"۔

"مگر ہم کٹھ پتلیاں کہاں سے لائیں گے؟" ڈیڈو نے پوچھا

"ارے بُدھو ہمیں کٹھ پتلیوں کی کیا ضرورت ہے"۔ دیپک نے سمجھایا "ہم خود یہ پارٹ ادا کریں گے بھئی میں تو امر سنگھ راٹھور بنوں گا" اور اس نے ہوا میں اپنے ہاتھوں کو اس طرح حرکت دی جیسے اس میں تلوار ہو، پھر اسے کچھ خیال آیا، اس نے ڈیڈو سے کہا "اگر چاہو تو تم امر سنگھ بن جانا"۔

"نہیں بابا" ڈیڈو نے کہا "میں تو ہارنے والا راجہ بنوں گا۔ مرنے کا پارٹ ادا کرنے میں تو اصلی مزا ہے" اس نے اپنی آنکھیں گھمائیں، ہاتھ ہوا میں پھیلا دیے اور جھوم کر زمین پر آ رہا، اس کی دلچسپ ایکٹنگ دیکھ کر سب تالیاں بجا بجا کر ہنسنے لگے۔

"میں دی، میں دی" موٹے پٹو نے کہا اور گر کر ڈیڈو پر پسر گیا،

"جلدی اٹھو ڈیڈو" پارو چلائی، دیپک نے پٹو کو اٹھا لیا "دیپک دیکھو تمھارے گھر کے آگے ایک ٹیکسی کھڑی ہے اور تمھاری ممی تمھیں بلا رہی ہیں"۔

"دیپک کہاں تھے تم؟" دیپک کی ممی نے فکر سے پوچھا، "اچھا یہ شریر ٹپو بھی تمھارے ساتھ تھا، گھر آنے پر جب تم لوگ نہ ملے تو میں پریشان ہو گئی تھی، کیا تمھیں یہ بھی یاد نہیں رہا تھا انکل ہرنام آج شام بمبئی سے آنے والے ہیں، وہ جب یہاں پہنچے تو انھیں گھر پر کوئی نہ ملا، کیا کہہ رہے ہوں گے دل میں وہ!" دیپک کی ممی نے ناراض ہو کر کہا

"اوہ ممی، سچ مچ میں بھول گیا تھا۔ دراصل ہم سب کٹھ پتلی کا تماشا دیکھنے چلے گئے تھے، معاف کر دیجیے انکل"، دیپک نے ٹیکسی سے اتر کر آتے ہوئے ایک لمبے آدمی سے کہا جس نے اسے گرم جوشی سے گلے لگا

لیا۔

"ارے بیٹا، سب ٹھیک ہے، کٹھ پتلی والا صحیح معنوں میں جادوگر ہوتا ہے سب کھینچ کر اُدھر چلے جاتے ہیں، اچھا اپنی بہن انو سے تو ملو۔" انو ٹیکسی سے اتر آئی اس کی عمر تقریباً سولہ سال ہوگی۔

"ہلو انو دیدی، مجھے تو تم یاد بھی نہیں ہو"۔ دیپک نے جھجک کر سچ کہہ دیا۔

"لیکن مجھے تو تم یاد ہو۔" انو نے ہنستے ہوئے ملاقات کی۔

"میں دی، میں دی"۔ ایسے موقعوں پر اپنی آواز سنانا تو پٹو کا فرض ہوتا تھا۔

"تو دی، تو دی"۔ انو نے پٹو کی نقل اتاری اور اسے گود میں اٹھا لیا۔

"چلو بچو، سامان اندر لے آؤ۔" دیپک کی ممی نے کہا، "ڈیڈو کی ممی نے ہم سب کے لیے بڑھیا چائے تیار کر رکھی ہے۔"

"ہُرّے" سب بچوں نے نعرہ لگایا اور جلدی جلدی سامان گھر کے اندر پہنچانے لگے۔

پردہ اُٹھتا ہے

بچے، بڑے، سبھی ڈیڈو کے گھر چائے کے لیے جمع ہو گئے۔ ڈیڈو کی ماں مسز انور ایک صحت مند اور ہنس مکھ خاتون تھیں بالکل اپنی لڑکی پروین کی طرح، انھوں نے جلیبیاں اور گرم گرم پکوڑے بنا رکھے تھے، اب اتنی مزے دار چیزیں سامنے ہوں اور میزبان خوشی خوشی سب کی خاطر کر رہا ہو تو کون تکلف کرتا ہے سب ہنستے بولتے کھاتے رہے، بڑوں نے چائے پی اور بچوں نے دودھ!

اپنے ماما سے مل کر دیپک بہت ہی خوش تھا، انکل پریم اس کی ممی کے ایک ہی بھائی تھے، وہ بمبئی سے اپنی ڈرامہ پارٹی لے کر "کل ہند ڈرامہ فیسٹیول" کے مقابلے میں حصّہ لینے کے لیے آئے تھے، اُن کے ڈرامہ گروپ کا نام "ہند منچ" (ہندوستانی اسٹیج) تھا۔ گروپ کے دوسرے تقریباً بیس افراد تو ہوسٹل میں ٹھہرے تھے جہاں اور بھی گروپوں کے ٹھہرنے کا انتظام تھا، لیکن چونکہ ان کی بہن اسی شہر میں رہتی تھی اس لیے وہ اور ان کی لڑکی انو، دیپک کے گھر ہی ٹھہرنے والے تھے، انو نے ہائر سکنڈری کا امتحان دیا تھا اور نتیجہ نکلنے پر کالج میں داخلہ لینے والی تھی، ابھی تو لمبی چھٹیاں تھیں اسی لیے وہ ہند منچ کے دو ڈراموں میں سے ایک میں کام کر رہی تھی۔

"انکل، آپ کون سے ناٹک پیش کرنے والے ہیں؟" دیپک نے پوچھا

"بیٹا ہم دو ڈرامے لائے ہیں" انکل پریم نے بتایا "ایک تو تاریخی ڈرامہ ہے، اپنے ہی ایک ہندوستانی

مصنف کا لکھا ہوا — یہ ڈرامہ ہندوستان کے ایک عظیم بادشاہ کے بارے میں ہے۔"

"خبطی تغلق تو نہیں؟" ڈیڈ نے پوچھا جسے تاریخ سے بے حد دلچسپی تھی۔

"ہاں، محمد تغلق کو کبھی خبطی بھی کہتے ہیں، مگر دراصل وہ بڑا ہی سمجھدار اور ہوشیار بادشاہ تھا، اس ڈرامے میں یہ بتایا گیا ہے کہ کس طرح یہ سمجھدار اور لائق بادشاہ اپنے آخری دنوں میں پاگل پن کی حد تک ظالم ہو گیا تھا۔"

"اور دوسرا ڈرامہ کون سا ہے؟" دیپک نے پوچھا

"دوسرا خود میرا لکھا ہوا ہے اور یہ نئے زمانے کے بارے میں ایک کامیڈی ہے۔"

"ہائے بڑا مزے دار ہے یہ ڈرامہ" انو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اور تمھارا پارٹ تو اس میں بہت زیادہ دلچسپ ہے" اس کے ڈیڈی بولے

"انو تم ڈرامے میں کام کر رہی ہو؟" دیپک نے رشک سے کہا،

"ہاں" انکل پریم نے کہا "اور اس کا کام تو بہت اچھا ہے"

"میں بھی ایکٹر بننا چاہتا ہوں" دیپک نے کہا اور اپنے انکل سے پوچھا

"انکل کیا میں ہند منچ کا اداکار نہیں بن سکتا؟"

"اتنی جلدی نہیں بیٹے" انکل پریم نے سمجھایا "تم بہت چھوٹے ہو اور ابھی تو تم اسکول میں ہی پڑھتے ہو، انو تو کالج میں جانے والی ہے اور اب اسے طے کرنا ہے وہ کیا بنے گی، اسٹیج آرٹسٹ، اُستانی، صحافی یا کچھ اور۔ لیکن دیپک کیا تم اپنے ڈیڈی کی طرح پائلٹ نہیں بننا چاہتے؟"

"ہرگز نہیں!" مسز انور نے جلدی سے کہا اور گہری نظر سے دیپک کی ماں کی طرف دیکھا۔ لیکن دیپک کی ماں خاموش رہی۔ ایک دم سارے ہال میں خاموشی چھا گئی اور سب نے عجیب سا محسوس کیا۔ کچھ ہی سال پہلے کی بات تھی دیپک کے بہادر پتا ایر فورس کے فلائنگ آفیسر ارجن داس نے اپنے وطن کی حفاظت کرتے ہوئے جان دے دی تھی، ان کی موت کے بعد دیپک کی ماں لڑکیوں کے ایک کالج میں پڑھانے لگی تھیں، مسز انور نے جو

ان کی پڑوسن تھیں ایسے میں ان کا بہت ساتھ دیا تھا اور اب بھی دے رہی تھیں جب مسز داس کالج جاتیں تو ٹپو کی دیکھ بھال مسز انور ہی کرتیں بلکہ مسز داس کو کالج میں دیر ہو جاتی تو دونوں بچے مسز انور کے پاس ہی رہتے تھے۔

"پہلے تو میں پائلٹ بننا چاہتا تھا لیکن اب میں ایکٹر بنوں گا۔" دیپک نے کہا اور بات آگے بڑھائی "ابھی ہم اس کٹھ پتلی کے تماشے کی طرح اپنا ڈرامہ کرنے کی بات کر رہے تھے، میں امر سنگھ راٹھور بننے والا تھا۔"

"اور میں زخمی راجہ" ڈیڈو نے کہا اور اس نے ایک بار پھر وہی اپنا گرنے والا پارٹ دہرایا سب ہنسنے لگے۔

"میں دی، میں دی۔" ٹپو نے بھی ڈیڈو کی طرح گرنا چاہا لیکن بے چارہ اپنی کرسی سے سیدھا زمین پر آ رہا۔

"ٹپو تو اپنی شرارت چھوڑے گا نہیں" مسز داس نے پریشان ہو کر کہا، لیکن سب بے تحاشا ہنس رہے تھے۔ انو نے دوڑ کر "زخمی سردار" کو گود میں اٹھا لیا۔

"ماما اس ڈرامے کے لیے آپ بھی ہماری مدد کریں گے نا؟" دیپک نے پوچھا۔

"ضرور کیوں نہیں، مگر پہلے مجھے اپنے ناٹک کی فکر کرنے دے" انکل پریم نے گھڑی دیکھتے ہوئے کہا۔ "انو اب ہمیں تھیٹر چلنا چاہیے کافی دیر ہو گئی ہے۔"

"کیا فوراً ہی تمھیں جانا ہے؟" مسز داس نے کہا "ابھی تو آئے ہو!"

"جانا تو ہوگا ہی" انکل پریم نے کہا "میں نے اپنے اسٹیج منیجر سے وہاں ملنے کے لیے کہا تھا۔"

"ہم بھی چلیں انکل" ڈیڈو نے پوچھا

"ضرور چلو۔"

"میں دی" ٹپو چلایا

"نہیں ٹپو نہیں" ٹپو کی ماں بولیں۔

"چلنے دو نا آنٹی" انو نے مداخلت کی "اسے میں سنبھال لوں گی۔"

"ہمیں دیر نہیں لگے گی" انکل پریم نے کہا "دراصل مجھے اسٹیج کا اندازہ کرنا ہے اور روشنی کی سہولتیں دیکھنی ہیں"

"میں آپ سب کو اپنی گاڑی میں تھیٹر پر چھوڑ دوں گا" انور صاحب نے کہا جو بڑی خاموش طبیعت کے آدمی تھے اور اب تک کچھ نہ بولے تھے "دراصل اُس طرف میری ایک ملاقات طے ہے۔ واپسی میں تقریباً ایک گھنٹہ بعد میں آپ کو لیتا ہوا آ جاؤں گا۔"

انور صاحب نے ان سب کو سنٹرل تھیٹر پر اُتارا اور آگے چلے گئے، ایک موٹا سا آدمی دوڑتا ہوا آیا اور انکل پریم سے ہاتھ ملا کر اس نے کہا "بڑی خوشی ہوئی آپ آ گئے، چلیے ہال کے اندر آپ کے اسٹیج منیجر مسٹر کتیکر آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔" اس نے رہنمائی کی اور یہ لوگ اندر چلے گئے، وہ بہت بڑا ہال تھا اور اس میں ایک مدھم سا بلب جل رہا تھا، ساری سیٹیں خالی پڑی ہوئی تھیں اور اسٹیج ایک گہرے دبیز پردے کے پیچھے چھپا ہوا تھا۔

"پردہ اٹھاؤ" انکل پریم نے اچانک بہ آوازِ بلند کہا۔

ایک عجیب سی سرسراہٹ سارے ہال میں گونجی، دھیرے دھیرے مخمل کے دبیز پردے اسٹیج کے دونوں طرف کھسکنے لگے، دیپک حیرت سے سانس روکے بس دیکھتا رہ گیا۔ منٹوں میں ایک خالی اسٹیج اس کے سامنے تھا، تاریک اور خاموش، وہ بھاگ کر بازو والی سیڑھیوں سے ہوتا ہوا اسٹیج پر پہنچ گیا۔

"اسٹیج کی روشنیاں جلاؤ" انکل پریم نے پکارا

بس پلک جھپکتے میں جیسے سارا اسٹیج آنکھوں کو خیرہ کرنے والی روشنی میں نہا گیا۔ اس بڑے خالی ڈھنڈار اسٹیج پر اکیلا چھوٹا سا دیپک کھڑا تھا اور نیم روشن، نیم تاریک ہال میں چاروں طرف نظریں دوڑا رہا تھا۔

"شاباش میرے بہادر" اس کا دوست ڈیڈو چلایا، دیپک نے بھی کسی ہیرو کی طرح سر جھکا کر سب کو سلام کیا، سب ہنسنے لگے۔

"میں دی" ٹپو نے کہا

"چلو ہم سب اسٹیج پر اس ہیرو کے پاس جائیں۔" انکل پریم بولے،

ایکٹر کا گھر

ایک لمحے کے لیے جب کہ دیپک اسٹیج پر تنہا کھڑا تھا، روشنیاں جل اٹھیں۔ اس نے وسیع تاریک ہال پر نظر ڈالی اور خوشی اور اختیار کا ملا جلا جذبہ اچانک محسوس کیا۔ اچانک ڈیڈو کے "شاباش" نے اسے چونکا دیا جس کا جواب اس نے اپنے سر کو خم دے کر دیا۔ اس وقت اس نے اپنے دل میں فیصلہ کر لیا کہ ایک دن ضرور ایسا آئے گا جب وہ اسی طرح کے ایک روشن اور زندہ اسٹیج پر کھڑا ہوگا اور سچ مچ کے ناظرین کو سر جھکا کر سلام کرے گا، اس کے بعد سب کے سب اسٹیج پر پہنچ گئے۔

"بچو رنگ منچ اور عقبی اسٹیج ہی ایک ایکٹر کا اصلی گھر ہوتا ہے" انکل پریم نے کہا "ایک سچا ایکٹر اسٹیج پر ہی سب سے زیادہ خوش رہتا ہے۔ وہ ہال میں بیٹھے ناظرین کو دیکھ کر اور ان کی تالیوں کی آواز سُن کر سب سے زیادہ مسرت محسوس کرتا ہے کیونکہ یہی اس کا سب سے بڑا انعام ہوتا ہے وہ اس سے زیادہ کچھ نہیں چاہتا۔"

اس وقت دیپک بھی یہی کچھ سوچ رہا تھا اسے حیرت ہوئی کہ سب ایکٹر بھی اسی طرح سوچتے ہیں" مگر یہ مت سمجھو کہ اسے یہ اطمینان اور خوشی یوں ہی مل جاتی ہے"۔ انکل پریم کہتے گئے " اس کے لیے سب لوگوں کی محنت اور لگن کی ضرورت ہوتی ہے۔ آؤ میں تمھیں بتاؤں کہ اسٹیج دراصل ہوتا کیا ہے، اسٹیج تین حصّوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ مرکز، اوپر کا حصّہ اور نیچے کا حصّہ۔ یہ تینوں حصّے مزید تقسیم ہوتے ہیں۔ مرکز، بایاں، دایاں۔ اسٹیج کے ان حصّوں کو ایکٹر کی پوزیشن کے نقطۂ نظر ہی سے سمجھا جا سکتا ہے۔ لو میں تمھیں عملی طور پر سمجھاتا ہوں۔ دیپک اِدھر آؤ"۔

"میں دی" اور ٹیوانو کی گود میں مچلا

"اچھا چلو پہلے ٹیو ہی سہی۔ انو اسے اسٹیج کے مرکز پر کھڑا کر دو"۔
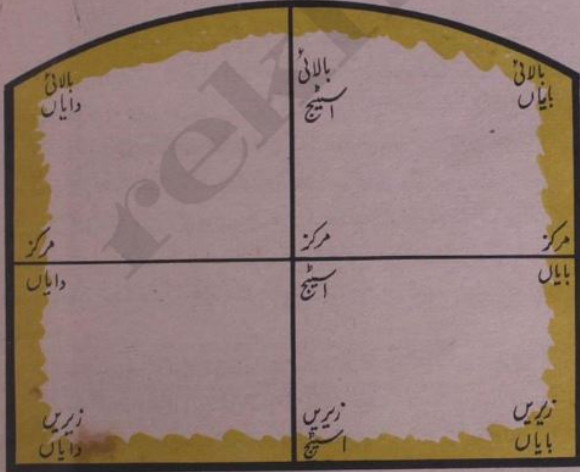
انو نے ٹیو کو اسٹیج کے بیچوں بیچ کھڑا کر دیا، وہاں وہ غرور سے تن کر کھڑا ہو گیا۔

"دیپک تم سیدھی درمیانی لائن پر کھڑے ہو جاؤ یعنی ٹیپو کے سیدھے ہاتھ پر ہال کی طرف مُنہ کر کے اور ڈیڈو تم اس کی مخالف لائن پر یعنی بائیں مرکز میں" دونوں لڑکے بتائی ہوئی جگہوں پر پہنچ گئے۔

"اب تم دونوں آگے بڑھو اور اگلے دائیں اور اگلے بائیں مقام پر پہنچو۔"

"کس طرف بڑھیں"؟ ڈیڈو نے پوچھا۔

"ناظرین کی طرف" دونوں آگے بڑھے۔ دیپک اگلی دائیں طرف اور ڈیڈو اگلے بائیں جانب۔

"ارے پارو کہاں چلی گئی ؟" انکل پریم کو یاد آیا۔

"میں یہاں ہوں" پارو نے مری ہوئی آواز میں کہا۔ وہ اُداس ہو رہی تھی کہ انکل اسے پوچھتے ہی نہیں۔ "چلو چلو دوڑ کر جاؤ اور ٹیپو کے پیچھے کھڑی ہو جاؤ، ہاں شاباش ـــ نہیں نہیں اس کے فوراً پیچھے نہیں اور پیچھے ہٹو اور پیچھے۔ ہاں یوں!"

"اب تو انکل پیچھے جگہ ہی نہیں ہے، میں تو بس دیوار سے لگی ہوئی ہوں۔" پارو نے کہا۔ واقعی اس کے فوراً پیچھے ایک دیوار تھی جو ایک دائرے کی طرح پھیلی ہوئی تھی۔

"ہاں بچو اس مدوّر دیوار کو سائیکلو راما cyclorama کہتے ہیں۔" انکل پریم نے بتایا "اس دیوار کا ایک خاص مقصد ہوتا ہے۔ اس پر روشنی ڈال کر مختلف حیرت انگیز رنگ یا سائے پیدا کیے جا سکتے ہیں، اچھا ڈیڈو اب تم جاؤ اور اوپری اسٹیج کی داہنی طرف کھڑے ہو جاؤ۔" ڈیڈو ایک منٹ کے لیے چکرا گیا کہ اسے کہاں جانے کو کہا گیا ہے۔ انو نے اسے سر ہلا کر اشارہ کیا، اور وہ اپنی جگہ یعنی نچلی بائیں طرف سے ترچھا بھاگ کر دیپک کے پیچھے کونے میں کھڑا ہو گیا۔

"دیپک چلو ـــ اوپر بائیں ـــ" دیپک فوراً بھاگ کر پارو کے بائیں جانب کھڑا ہو گیا۔

"تو بچو اب سمجھ گئے، نا کہ ڈرامے کا ڈائرکٹر کس طرح ایکٹروں سے کام لیتا ہے اور ساتھ ہی اسے روشنی کو بھی اپنے کنٹرول میں رکھنا پڑتا ہے، کوئی بھی ایکٹر اپنی مرضی سے اسٹیج پر گھوم پھر نہیں سکتا وہ اسی وقت حرکت کرتا ہے جب اس کی ضرورت ہوتی ہے۔"

"کوئی زوردار مار پٹائی کا سین ہو تب کیا ہوتا ہے ؟" دیپک ابھی تک امر سنگھ راٹھور کی لڑائی والا سین بھولا نہیں تھا۔

"تب بھی ـــ لڑنے والوں کی ہر حرکت سوچ سمجھ کر طے کی جاتی ہے اگر لڑتے ہوئے ہر ایکٹر من مانی کرنے لگے تو ایسا معلوم ہوگا کہ جیسے اسٹیج پر بھونچال آگیا ہو اور ناظرین سمجھ ہی نہ سکیں گے کہ اسٹیج پر آخر ہو کیا رہا ہے؟ ہر ایکٹر کو احتیاط کرنی پڑتی ہے کہ وہ کہیں دوسرے کلاکار کے آگے کھڑا ہو کر اسے چھپا نہ دے صرف یہی نہیں بلکہ جب ایک کلاکار کچھ بول رہا ہو یا کوئی اہم حرکت کر رہا ہو تو دوسرے آرٹسٹ اس وقت خاموش رہتے ہیں ورنہ ناظرین الجھ جائیں گے کہ آخر کس پر دھیان دیں تو سُنا بھائی دیپک تم نے، اسٹیج کا کامیاب ایکٹر بننا ہو تو سب کے ساتھ مل جُل کر کام کرنا پڑتا ہے خود غرضی اور بے راہ روی چھوڑنی پڑتی ہے، اپنے آپ کو اصولوں کا پابند بنانا پڑتا ہے، خیر چھوڑو، چلو بقیہ اسٹیج بھی دیکھ ڈالیں۔" انکل پریم سب کو لے کر اسٹیج کی بائیں طرف کچھ بڑے بڑے بورڈوں کے پیچھے لے گئے۔

یہ جگہ انگریزی میں 'Wings' کہلاتی ہے اور پردوں ہی کی طرح اسٹیج کے دونوں طرف ہوتی ہے مگر ناظرین کو نظر نہیں آتی یہاں ایکٹر اپنا سین آنے سے پہلے تیار کھڑے رہتے ہیں اور اسٹیج کے پیچھے مدد کرنے والے یہاں مختلف سینوں کے لیے چیزیں تیار رکھتے ہیں۔ مثلاً چھتری، کوئی بیگ . . . ."

"یا تلوار" ڈیڈو نے شوشہ دیا۔

"ہاں تلوار کی بھی ایکٹر کو کسی نہ کسی سین میں ضرورت پڑ سکتی ہے!"

"وہ کیا ہے ؟" پارو نے ایک بڑے بورڈ کی طرف اشارہ کر کے پوچھا جس پر بہت

سارے سوئچ، بجلی کے تار اور لکڑی کے ہینڈل لگے ہوئے تھے۔ ایک اونچی سی تپائی اس بورڈ کے سامنے رکھی تھی۔

"یہ تیز اور مدھم روشنیوں کو کنٹرول کرنے والا بورڈ ہے"۔ انکل پریم نے سمجھایا۔ "اس پر جتنے کھٹکے لگے ہیں اتنے بلب یہ بورڈ کنٹرول کرتا ہے"۔

"مگر یہ ہینڈل؟" دیپک نے پوچھا۔

"ان کو dimmers کہتے ہیں، یعنی ان کو اوپر نیچے کرنے سے روشنی کی ساری لائن مدھم یا تیز ہو جاتی ہے چلو اسٹیج پر اور اسے بھی دیکھ لو"۔

سب دوبارہ بھاگ کر اسٹیج پر آ گئے اور سر اٹھائے روشنیاں دیکھنے لگے، پٹو نے اپنا سر اتنا پیچھے جھکا لیا کہ توازن کھو بیٹھا اور گر گیا، انو نے آ کر اسے اٹھایا۔

اسٹیج کی چھت واقعی بہت اونچی تھی۔ اسٹیج سے کافی اونچائی پر لائنوں میں تیز روشنی والے بلب لگے تھے جنھیں دیکھ کر دیپک ہکا بکا رہ گیا اس نے اپنی زندگی میں اتنے سارے بلب ایک جگہ نہیں دیکھے تھے۔

"یہ جو سب بلب تم دیکھ رہے ہو نا" ماما بولے "یہ سب ایک ساتھ گڈمڈ نہیں ہیں بلکہ مختلف لائنوں میں جمے ہیں ہر لائن کو batten کہتے ہیں اور ایک ہی سوئچ ساری لائن کو کنٹرول کرتا ہے"۔

"وہ، وہ کیا ہے، کالی سی لائٹ؟" ڈیڈو نے بہت بڑے بلبوں والی روشنیوں کی طرف انگلی اٹھائی۔

"انھیں اسپاٹ لائٹس spotlights کہتے ہیں، جیسا کہ ان کے نام سے ظاہر ہے ان کی روشنی اسٹیج کے کسی ایک ہی مرکز پر پڑتی ہے اور یہ روشنی بہت تیز ہوتی ہے"۔

"کیا battens اور spotlights دونوں ہی مدھم اور تیز کیے جا سکتے ہیں؟" دیپک نے پوچھا۔

"یقیناً ۔۔ لو دیکھو، پہلے میں انھیں مدھم کرتا ہوں" اور انکل پریم نے سوئچ بورڈ کے پاس جا کر

ہینڈل کو گھمایا، روشنیاں مدھم ہونے لگیں یہاں تک کہ غائب ہوگئیں، دیکھو یہ آئی اسپاٹ لائٹ "! چمک دار تیز روشنی نے چکاچوند کر دیا! اور جیسے ہی انکل پریم نے ایک اور ہینڈل گھمایا وہ بھی غائب ہوگئی۔

"کیتنکر" انکل پریم نے پکارا "ذرا وہ سُرخ اسکرین تو نیچے گرانا"۔

"ابھی لیجیے" سب کے سروں کے اوپر رسیوں اور بلیوں کے درمیان سے آواز آئی کچھ دیر بعد گھڑگھڑاہٹ ہوئی اور ایک لال رنگ کا اسکرین اسٹیج کے درمیان گرا جس کی وجہ سے اسٹیج کے دو حصّے ہوگئے۔ اگلا اور پچھلا، اور اسکرین کی وجہ سے پچھلا حصّہ نظروں سے اوجھل ہوگیا یہ اسکرین ایک لمبے ڈنڈے پر لپٹا ہوا تھا جو دونوں طرف رسیوں کی مدد سے لٹک رہا تھا،

"اب تم اسٹیج کے سامنے والے حصّے پر کوئی سین کر سکتے ہو جب کہ پردے کے پیچھے اگلے سین کی تیاری ہوسکتی ہے، کیتنکر اسکرین کھینچ لو۔" اور وہ لال اسکرین لپیٹتا ہوا اوپر جانے لگا۔

"میں دی" پٹّو کیا جو چُپ رہے، وہ انو کی گود سے اتر کر بھاگا اور اچھل اچھل کر اسکرین کو پکڑنے کی کوشش کرنے لگا۔

"مُنّے رہنے دو" انو نے کہا

"کیا اسٹیج کے ایکٹر بھی اس طرح اوپر نیچے جا آسکتے ہیں؟" دیپک نے تھیٹر کی خاص اصطلاحات میں پوچھا

"یقیناً، میں نے خود ایک آدمی کو اسٹیج پر اوپر سے قلابازی لگاتے ہوئے دیکھا ہے"۔

"بڑا مزہ آتا ہوگا" ڈیڈو نے مُنہ میں پانی بھر کر کہا

"اسٹیج پر ایک چور دروازہ بھی ہوتا ہے جس سے ہوکر چند سیڑھیاں اُترنے کے بعد تہ خانے میں پہنچتے ہیں"

"فرار ہونے والے سین کے لیے تو یہ بڑا زوردار انتظام ہے"۔ دیپک چلایا۔

"اچھا اب اسٹیج کے پیچھے گرین روم میں چلو" اور وہ اسٹیج کے وِنگ میں سے ہوتے ہوئے ایک گیلری میں چلے جس کے اختتام پر تین کمرے بنے تھے ایک کمرہ الماریوں اور بکسوں سے بھرا تھا۔ یہاں فن کاروں کی پوشاکیں رکھی جاتی تھیں اور یہیں کپڑوں پر استری کرنے کا انتظام بھی تھا دوسرے دو کمروں میں
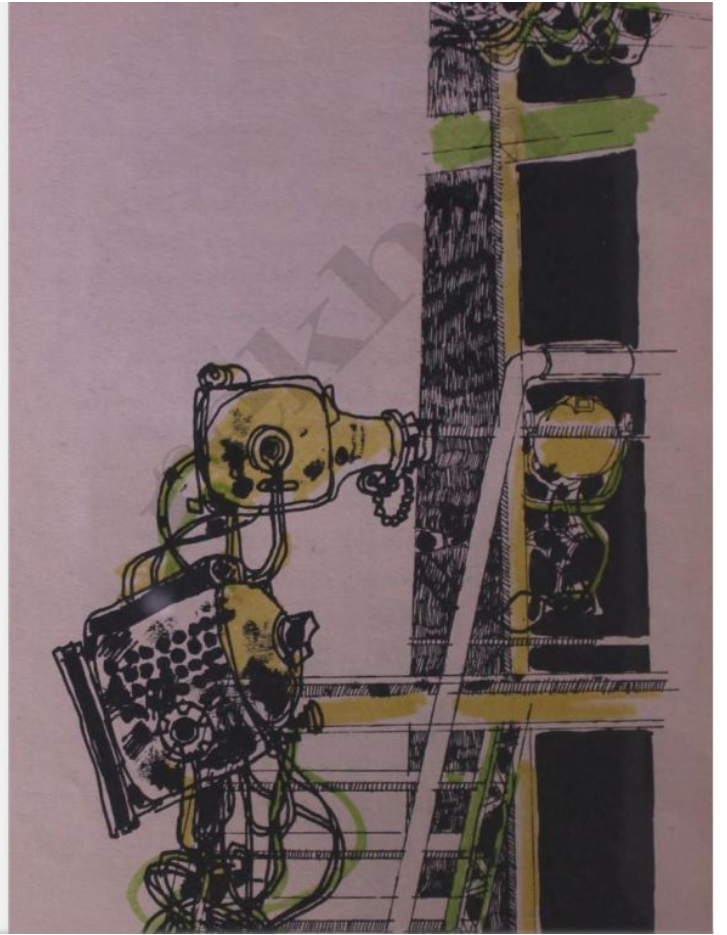
قطاروں میں سنگھار میز رکھے تھے جن میں قد آدم شیشے لگے تھے۔

"ارے مگر ان کمروں کا رنگ ہرا کہاں ہے، انھیں بے کار گرین روم کہا جاتا ہے"۔ پارو نے کمروں کی سفید دیواریں دیکھ کر کہا

"ارے پگلی، گرین روم، ڈریسنگ روم کو کہا جاتا ہے"۔ انکل پریم نے ہنس کر سمجھایا "ان میں سے ایک ایکٹرسوں کا کمرہ ہے اور دوسرا ایکٹروں کا"۔

ابھی یہ باتیں چل ہی رہی تھیں کہ کسی کار کا ہارن بار بار بجا

"یہ ہماری کار ہے" ڈیڈو نے ہارن پہچان کر کہا

"تو پھر چلو واپس" انکل پریم نے کہا "آج تم نے فن کاروں کا اصل گھر دیکھا، اب اپنے گھر واپس چلو کل ہم پھر یہاں آئیں گے اور ریہرسل دیکھیں گے"۔

جب سب کار میں بیٹھ چکے تو دیپک کے سر میں بس ایک ہی سودا تھا کہ اسے ایکٹر بننا ہے اور اسے یقین تھا کہ ایک روز ضرور ایسا آئے گا جب اسٹیج اس کا بھی اصلی گھر ہوگا۔

ڈرامہ کیسے کھیلا جائے

"انکل آپ کوئی ناٹک کیسے کرتے ہیں؟" دوسرے روز تھیٹر جاتے ہوئے پارو نے پوچھا

"کیا بے وقوفی کا سوال ہے؟" دیپک نے اس کی ہنسی اُڑائی

"قطعی نہیں، اس میں بے وقوفی کی کیا بات ہے" انکل پریم نے کہا "پارو آؤ ہم پھر شروع سے دیکھیں کہ ڈرامہ کیسے کھیلا جائے۔ سب سے پہلے تو تمھیں چند ایسے لوگوں کو جمع کرنا ہوگا جنھیں تھیٹر سے دلچسپی ہو، صرف ایکٹنگ کرنے والے ہی نہیں بلکہ کچھ ایسے لوگ بھی جو میک اَپ، لباس اور اسٹیج کے دوسرے کام مثلاً لائٹ اور آواز کے سسٹم کو سنبھالنے والے ہوں اس کے بعد تمھیں کوئی اچھا سا ڈرامہ ڈھونڈھنا ہوگا۔"

"یا پھر لکھنا ہوگا۔" ڈیڈو نے بھی سمجھانے کی کوشش کی

"ہاں لکھا بھی جا سکتا ہے، لیکن یہ کام زیادہ مشکل ہے اور اس میں وقت بھی کافی لگتا ہے، اچھے ڈرامے کا چناؤ بہت ہی اہم بات ہے۔ کوئی غمگین ڈرامہ۔ ۔ ۔ ۔"

"یعنی المیہ؟ ۔ ۔ ۔" دیپک نے پوچھا

"ہاں اور یا پھر کوئی مزاحیہ۔ ۔ ۔ ۔"

"یعنی کامک؟" پارو نے پوچھا

"کامک نہیں بدھو۔ ۔ ۔ ۔ اسے طربیہ یعنی کامیڈی کہتے ہیں، میں نے ٹھیک کہا نا انکل"۔ ڈیڈو نے فخر سے پوچھا۔

"ہاں، تمھارا کھیل ٹریجڈی ہو کہ کامیڈی، پُرانے وقتوں کا ہو کہ نئے زمانے کا، اس میں دیکھنے والوں کی دلچسپی کا سامان ضرور ہونا چاہیے ورنہ کوئی اسے دیکھنے کے لیے آئے گا ہی کیوں، اس کے بعد تمھارے پاس اتنے اداکار ہونے چاہئیں کہ کھیل کے سب پارٹ ادا کیے جا سکیں۔"

"اور اسی کو کاسٹ کہا جاتا ہے۔" انو نے بات پوری کی

"جب یہ گروپ پورا ہو جائے تو اس میں سے ایک ڈائرکٹر کا چناؤ کر لیا جائے، اس کے بعد تم ڈرامے پڑھنا شروع کر دو اور کئی ڈرامے پڑھ کر ایک پسند کر لو، اداکار بھی ڈرامہ پڑھ کر اپنے کردار پسند کر سکتے ہیں۔ مگر آخری فیصلہ اس سلسلے میں ڈائرکٹر کا ہی ہوگا کہ کون سے کردار کے لیے کون موزوں ہے"

"تو کیا ڈائرکٹر ہیرو اور ہیروئن سے زیادہ اہم ہوتا ہے؟" دیپک نے حیرت سے پوچھا۔

"سب لوگ مِل جُل کر کام کرتے ہیں، اس لیے سب ہی اہم ہوتے ہیں! لیکن ڈائرکٹر اس ٹیم کا لیڈر ہوتا ہے اور وہ سب اس کے بتائے ہوئے راستے پر قدم بڑھاتے ہیں، وہ سب کو بتاتا ہے کہ انھیں کیا کرنا ہے اور کس طرح کرنا ہے"۔ انکل پریم نے بتایا۔

دیپک یہ سُن کر سوچنے لگا کہ کیا ڈائرکٹر بننا ہی زیادہ اچھا رہے گا۔

"کیا ڈائرکٹر بھی اسٹیج پر کام کر سکتا ہے؟" اس نے پوچھا

"اگر ضروری ہو تو کر سکتا ہے لیکن بہتر یہی ہے کہ نہ کرے کیونکہ ویسے ہی اس پر کافی ذمّہ داریاں رہتی ہیں، دوسروں کو ایکٹنگ کے ڈھنگ بتانا، روشنی اور آواز کی اونچ نیچ دیکھنا، سیٹس کی فکر کرنا، لباسوں کی ذمّہ داری وغیرہ"۔

دیپک نے ٹھنڈی سانس بھری، "کسی ٹیم کا کپتان ہونا تو ظاہر ہے بہت اچھا ہے" اس نے سوچا "لیکن ایسا کپتان ہی کیا جو کھیل میں حصّہ نہ لے سکے" وہ بڑی الجھن میں پڑ گیا

"ٹیم کا دوسرا اہم ممبر کون ہوتا ہے؟" اس نے پوچھا

"اسٹیج منیجر" انکل پریم کے اس جواب پر سب کو حیرت ہوئی، "اسٹیج منیجر کو بہت ساری ذمّہ داریاں

اٹھانی پڑتی ہیں۔ ریہرسل مقرر کرنا، یہ دیکھنا کہ کرداروں نے اپنے پارٹ یاد کیے ہیں یا نہیں، لباس اور سیٹس کو وقت پر تیار کروانا، ڈرامے کے لیے کوئی ہال حاصل کرنا، ٹکٹیں بکوانا، بس سمجھو کہ اسٹیج منیجر ہی ڈرامہ گروپ کا اصلی منیجر یا منتظم ہوتا ہے وہ دراصل ڈرامہ گروپ کا سب سے زیادہ بے غرض اور خاموش کارکن ہوتا ہے کیونکہ وہ کبھی اسٹیج پر نہیں آتا اور بہت کم لوگ اس کی اہمیت سے واقف ہوتے ہیں۔"

دیپک نے فوراً طے کر لیا کہ وہ اسٹیج منیجر تو ہرگز نہیں بنے گا۔

"لیکن آپ ڈرامہ کیسے کرتے ہیں؟" پارو نے پھر اپنا سوال دہرایا

"جیسے ہی تم نے ڈرامے کے کردار چُن لیے، ریہرسل شروع کرا دو اگر ڈرامہ کافی لمبا ہے تو سارے ڈرامے کا ریہرسل ایک ساتھ نہیں ہوتا صرف چند ایک سین کی ایک وقت میں مشق کی جاتی ہے۔ زیادہ تر ڈرامے تین ایکٹ کے ہوتے ہیں یعنی ان کے تین حصے ہوتے ہیں ہر ایکٹ میں کئی مختلف سین ہو سکتے ہیں اگر کرداروں نے ڈرامے میں دل چسپی لی تو جلد ہی انھیں اپنا پارٹ یاد ہو جاتا ہے، الفاظ یاد کر لینے کے بعد وہ ڈائرکٹر کی ہدایت پر عمل کر کے ایکٹنگ کرنے لگتے ہیں۔ مشکل سین ہو تو اُسے بار بار دہرانا پڑتا ہے ہر ایکٹر کو بڑے صبر اور سنجیدگی سے کام لینا پڑتا ہے صرف اپنا پارٹ سیکھنے کے لیے ہی نہیں بلکہ دوسروں کی مدد کرنے کے لیے بھی۔"

دیپک سوچنے لگا کہ ایکٹر بننا اتنا آسان نہیں جتنا اُس نے سمجھا تھا۔ "سب سے زیادہ اہم کردار کس کا ہوتا ہے؟" اس نے پوچھا

"میں نے کہا تھا نا کہ کسی اچھی تھیٹر ٹیم میں ہر فن کار یکساں اہم ہوتا ہے، ہو سکتا ہے کہ کسی کا پارٹ لمبا اور مشکل ہو لیکن اہمیت ہر کام کرنے والے کی برابر ہی ہوتی ہے البتہ مشکل اور اہم رول ان ہی لوگوں کو دیے جاتے ہیں جن میں ایکٹنگ کی زیادہ صلاحیت ہوتی ہے لیکن ایک معمولی قاصد کا رول یا بازار کے سین میں مجمع کے کسی آدمی کا رول بھی، اگر اسے توجہ سے مشق نہ کروائی گئی ہو تو سارے ڈرامے کا ستیاناس کر سکتا ہے اور دیپک" انکل پریم نے مسکرا کر کہا "صفِ اوّل کے کلاکار وہی ہوتے ہیں جو

چھوٹے رول کرنے والے فن کاروں کی طرف دھیان دیں اور سچ پوچھو تو ہم اپنے "ہند منچ" گروپ میں اس بات کا خاص طور پر خیال رکھتے ہیں کہ سب ڈراموں کے اچھے اچھے پارٹ خاص خاص لوگوں کو ہی بار بار نہ دیے جائیں۔ ایک ڈرامے میں جو ہیرو ہے وہ دوسرے میں ایک بوڑھا آدمی اور تیسرے میں ہو سکتا ہے وہ محض ایک راہ گیر ہی ہو۔"

دیپک جھینپ گیا "میں ہر وقت ہیرو تھوڑے ہی بننا چاہتا ہوں" اس نے ہکلا کر کہا اور سب ہنسنے لگے

"مگر آپ ڈرامے کیسے کرتے ہیں؟" پارو نے پھر اپنا سوال دہرایا دراصل وہ ابھی تک کچھ سمجھ نہیں سکی تھی"

"بھئی جب ہر سین کی اچھی طرح ریہرسل ہو جاتی ہے تب پورا ڈرامہ کئی بار ایکٹنگ کر کے دہرایا جاتا ہے اگر لباس اور سیٹ تیار ہوں تو ساری کاسٹ انھیں استعمال بھی کرتی ہے مگر ریہرسل کے لیے ہر بار تھیٹر کرائے پر لینا تو کافی مہنگا پڑتا ہے اس لیے ڈرامہ گروپ صرف ایک دو بار ہی اسٹیج پر ریہرسل کرپاتا ہے، اس مشق کو جس میں پوشاک اور سیٹ کے ساتھ ڈرامہ دہرایا جائے "ڈریس ریہرسل" کہتے ہیں ابھی اسٹیج پر ریہرسل ہو رہا ہے تم چل کر دیکھ سکتے ہو لیکن ایک شرط پر، تمھیں خاموشی اور صبر سے دیکھنا ہوگا کیونکہ ہو سکتا ہے کوئی سین مشق کے لیے بار بار دہرایا جائے اور تم بور ہو جاؤ، ہم کو روشنیاں بھی آزمانی ہیں۔"

"اچھا ہوا ٹپو صاحب تشریف نہیں لائے" انو نے ہنس کر کہا "ورنہ وہ بھی سب کچھ کر گزرنا چاہتے۔"

ڈیڈو بالکل ٹٹو کی طرح چلایا "یں دی" اور سب ہنس پڑے،

"اصلی مسخرہ تو وہی ہے!"

ڈریس ریہرسل

جب سب تھیٹر میں داخل ہوئے تو وہاں ایک ہنگامہ مچا ہوا تھا اسٹیج کھلا ہوا تھا اور بہت سے لوگ اس پر آجا رہے تھے بڑھیئوں کے ہتھوڑے چل رہے تھے کسی سین کی سیٹنگ ہو رہی تھی بجلی والے روشنی کی دیکھ بھال کر رہے تھے کہ اطمینان بخش ہے یا نہیں اور ایک آدمی غور سے ٹیپ ریکارڈر پر صوتی اثرات سن رہا تھا۔

"تم سب چوتھی یا پانچویں لائن میں درمیان میں بیٹھ جاؤ" انکل پریم نے کہا "اب تو میں مصروف رہوں گا لیکن انو تمھارے ساتھ بیٹھ کر تمھیں سمجھاتی رہے گی۔"

دیپک اور ڈیڈو، انو کے دونوں بازو بیٹھ گئے اور ریاردا اپنے بھائی کے برابر بیٹھ گئی

"وہاں تو بھئی سب اسٹیج پر سے ہٹ جاؤ" انکل پریم نے پکار کر کہا "کیتنکر تیار ہو نا؟"

"بالکل" کیتنکر کی آواز آئی

"لائٹ آؤٹ" انکل پریم نے کہا، اسٹیج خالی ہوگیا، لائٹ غائب ہوگئی اسٹیج کا پردہ گرگیا اتنا اندھیرا ہوگیا کہ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دے اور خاموشی اتنی کہ سوئی گراؤ تو آواز آجائے۔

"اسٹارٹ" انکل پریم کی آواز گونجی۔

کچھ دیر بعد، جیسے کہیں دور سے مؤذن کے اذان دینے کی آواز آنی شروع ہوئی اور پردہ دھیرے دھیرے ہٹا، اسٹیج پر اندھیرا تھا، صرف عمارتوں کی کمانوں اور میناروں کے خد و خال نظر آرہے تھے، جیسے جیسے اذان کی آواز اونچی ہوتی گئی ویسے ویسے پچھلا اسٹیج ایک مدھم نیلی روشنی میں نہاتا گیا، اس روشنی میں کسی پرانے قلعے کی فصیل، حصار اور سیڑھیاں وغیرہ صاف نظر آنے لگی تھیں۔

رفتہ رفتہ سارا اسٹیج ایک پیلی روشنی سے بھر گیا۔

"دیکھا تم نے کس طرح روشنیوں کے امتزاج سے صبح کا سماں بندھ گیا!" انو نے آواز دبا کر کہا "اذان کی آواز سے بھی پتہ چل رہا ہے کہ صبح ہو رہی ہے" اذان، مسجد کے کنگورے اور سیٹ بتاتا ہے کہ یہ کوئی مسجدوں کا شہر ہے، درحقیقت یہ دلّی ہے"

"کیتکر" انکل پریم کی آواز نے جیسے رنگ میں بھنگ ڈال دیا "وہ زرد روشنی ذرا تیز کرو"

"بہت اچھا" اور زرد روشنی تیز ہو گئی۔

اب اسٹیج روشنی میں نہا رہا تھا اور کچھ لوگ بہترین پوشاکوں میں اِدھر اُدھر گھوم رہے تھے۔ وہ پگڑیاں باندھے، کشیدہ کاری کی اچکنیں، رنگین صدریاں، شلوار اور لمبے لمبے کرتے پہنے ہوئے تھے۔

"ہائے کتنے اچھے کپڑے ہیں ان کے" یارو بڑبڑائی۔

"یہ جاننے کے لیے کہ اُس زمانے میں لوگ کس طرح کا لباس پہنتے تھے، ہم نے تحقیق کی اور قدیم پینٹنگز اور کتابوں سے معلومات حاصل کی" انو نے کہا "خصوصاً کسی تاریخی ڈرامے کو اسٹیج کرتے وقت ان باتوں کا بہت خیال رکھنا پڑتا ہے حتّٰی کہ ہم سب نے میوزیم میں جا کر دیکھا کہ اس زمانے کے سپاہی کس طرح کی ڈھالیں اور تلواریں استعمال کرتے تھے، افغانی حکمرانوں کے ہتھیار راجپوتوں سے کافی مختلف ہوتے تھے۔"

ڈرامہ اتنا اصلی معلوم ہوتا تھا کہ سب بچّے کچھ دیر کے لیے قرونِ وسطیٰ کی دلّی میں پہنچ گئے۔ انھوں نے ان پُرانے سپاہیوں، شہزادوں، بھکاریوں، جاسوسوں، سوداگروں اور شاہوں کو دیکھ لیا، بادشاہ تغلق کو دیکھ کر تو ان کی آنکھیں کُھلی کی کُھلی رہ گئیں جو ایکٹر تغلق کا رول کر رہا تھا اس کی شخصیت جاذب نظر اور آواز بڑی بارعب تھی اور جب مادرِ شاہ ملکۂ عالیہ کو تہہ تیغ کرنے لیے سپاہی بازار میں لائے تو یارو بے اختیار رو پڑی۔

"کیا واقعی ایسا ہوا تھا؟" ڈیڈو نے اپنی بہن کو دلاسہ دیتے ہوئے پوچھا

"ڈیڈو، اس زمانے کے سارے ہی واقعات تاریخی طور پر بالکل صحیح ہیں، لیکن مصنّف ان کو اس طرح تحریر میں لاتا ہے کہ اس کا اپنا نقطۂ نظر واضح ہو جائے، اس ڈرامے کے مصنف گریش کرناڈ کے خیال میں تغلق ایک عظیم انسان تھا جس کے ساتھ اس کے عزیزوں، دوستوں، یہاں تک کہ اس کی ماں تک نے فریب کیا تھا جس کی وجہ سے وہ اپنے آخری دنوں میں اتنا تلخ اور ظالم بن گیا۔"

اسی وقت انکل پریم کی آواز گونجی "پروجیکٹ، پروجیکٹ راجو"

"اس کا کیا مطلب ہوا؟" دیپک نے دھیرے سے پوچھا

"اس کا مطلب ہے کہ بغیر چلائے اونچی آواز میں بولو اور الفاظ کو ایک دوسرے میں گڈمڈ نہ ہونے دو۔" انو نے بتایا

اس سین میں دکھایا گیا تھا کہ بادشاہ اُداس و تنہا اپنے پُرانے دوست مورّخ برنی کو خدا حافظ کہہ رہا ہے کیونکہ وہ بھی اس کا ساتھ چھوڑ رہا ہے۔ راجو برنی کا پارٹ ادا کر رہا تھا۔

"وہ جملے دوبارہ بولو" انکل پریم نے کہا۔

اداکاروں نے وہ سین دہرانا شروع کیا

"اگر ناظرین تمھاری آواز نہ سُن سکیں تو اچھی ایکٹنگ کا مقصد بھی فوت ہو جاتا ہے" انو نے بتایا۔ "ایکٹنگ کے ابتدائی اصولوں میں سب سے پہلا اور اہم اصول یہی سیکھنا پڑتا ہے کہ الفاظ صاف صاف اور موزوں آواز میں بولے جائیں"۔

آخر کار ڈرامہ ختم ہوا، آخری سین نے دیپک کے دل پر گہرا اثر کیا۔ شہر پناہ پر کُہر چھائی ہوئی تھی، تھکا ہارا بوڑھا بادشاہ، اکیلا سیڑھیوں پر بیٹھا ہوا تھا، بڑھاپے اور ناکامی کے بوجھ سے اس کا سر اس کے کندھوں پر جھکا ہوا تھا اس کے عقب میں دھیرے دھیرے روشنی فیڈ ہوتی گئی حتّٰی کہ بادشاہ بس ایک سایہ بن گیا اور پھر اسٹیج پر مکمل تاریکی چھا گئی۔

"ہاؤس لائٹ بکنگ" انکل پریم نے پکارا اور سارا ہال روشنی سے جگمگا اُٹھا۔

"انو، مجھے روشنی اور آواز کے اشاروں کا جائزہ لینا ہے تم بچوں کو لے کر اسٹیج کے پیچھے چلی جاؤ، انھیں ایکٹروں سے ملوا دینا۔"

"بہت خوب" دیپک چلّایا "انو پلیز، تغلق سے میرا تعارف ضرور کروانا!" دیپک گڑگڑایا

"وہ مجھے اپنا آٹوگراف دے گا؟" ڈیڈو کو شک تھا۔

"ضرور دے گا، آؤ چلو" انو نے کہا

پردے کے پیچھے

بچے اسٹیج سے ہوتے ہوئے انو کے ساتھ گرین روم پہنچے وہاں نیلی ساری میں ملبوس ایک بلند قامت خاتون نے ان کا استقبال کیا۔

"تو یہی تمھارے بھائی بہن ہیں انو ؟"

"صرف دیپک میرا پھوپی زاد بھائی ہے ستی دیدی" انو نے جواب دیا" اور یہ دونوں اس کے دوست ہیں رفیق اور پروین"۔

"بچو، تم کو کا کولہ پیوگے ؟" اس عورت نے پوچھا

"جی ہاں، شکریہ" اسی وقت انھیں بھاری قدموں کی آواز آئی اور دوسرے ہی لمحے بادشاہ محمد تغلق اُن کے سامنے کھڑا تھا۔

"دیدی مجھے ایک پیالہ چائے پلاؤ" اس نے اپنی پگڑی اُتارتے ہوئے کہا" ہلوانو" اور اس نے اپنی سنہری اچکن بھی اُتار دی،

"احمد صاحب میرے بھائی دیپک سے ملیے، یہ بھی ایکٹر بننا چاہتا ہے اور یہ اس کے دوست ہیں پروین اور رفیق" انو نے ان کا تعارف کرایا۔

"اچھا تو برخوردار آپ بھی ایکٹر بننا چاہتے ہیں" احمد صاحب نے دونوں سے ہاتھ ملایا اور بارو کے سر پر پیار سے ہاتھ پھیرا،

"جی ہاں، بشرطیکہ میں آپ ہی کی طرح ایکٹنگ کرسکوں" دیپک نے جھینپ کر کہا۔
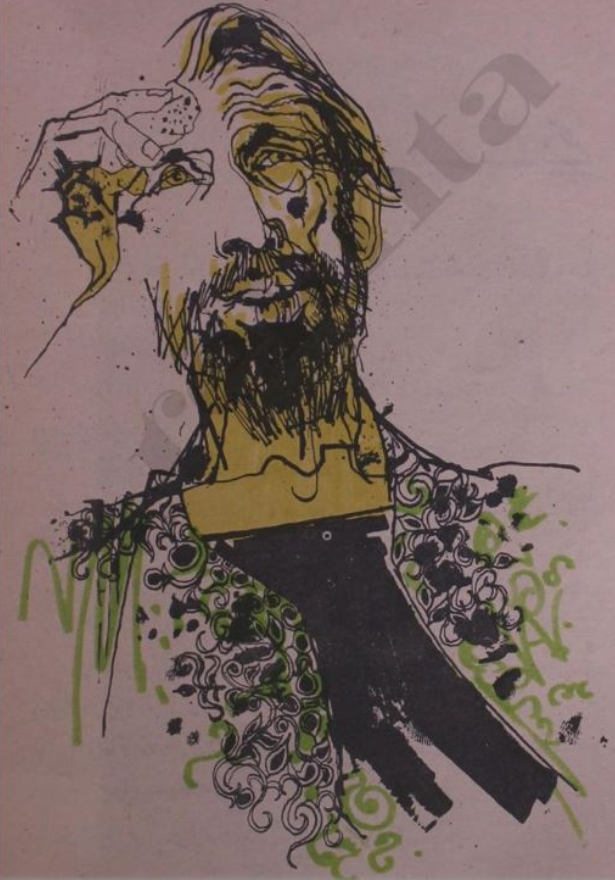
"مجھے امید ہے کہ تم زیادہ اچھا کام کرو گے" احمد صاحب نے کولڈ کریم چہرے پر لگا کر روئی سے میک اَپ چھڑاتے ہوئے کہا،

بچوں نے دیکھا کہ اس کے چہرے کی جھریاں چشم زدن میں غائب ہوگئیں پھر احمد نے اپنی ڈاڑھی پر تیل کا ہاتھ پھیرا اور وہ بھی سفید سے کالی ہوگئی،

"اب آپ اپنی ڈاڑھی بھی اکھاڑ دیں گے نا؟" پارو نے پوچھا

"نہیں بٹیا یہ تو میری اپنی ذاتی ڈاڑھی ہے لیکن برنی ضرور اپنی ڈاڑھی الگ کر دے گا" احمد نے برنی کو گرین روم میں آتے ہوئے دیکھا کر کہا،

پارو بڑے غور سے راجو کو اپنی نقلی ڈاڑھی نوچتے ہوئے دیکھتی رہی

"ہائے آپ نے تو اسے ختم کر دیا" پارو نے پوچھا "اب آپ اسے دوبارہ کیسے لگائیں گے؟"

"میک اَپ مین ڈیسائی صاحب میرے لیے دوسری ڈاڑھی بنا دیں گے۔"

"آپ اپنی ڈاڑھی خود کیوں نہیں بڑھا لیتے؟" ڈیڈو نے پوچھا

"اس لیے کہ دوسرے ڈرامے میں، میں ایک نئے زمانے کے نوجوان کا پارٹ کر رہا ہوں اور جب راجو نے بوڑھے آدمی کا میک اَپ اتارا تو پتہ چلا کہ واقعی وہ بالکل نوعمر تھا۔ وہ انو سے بہ مشکل ہی کچھ بڑا ہوگا۔

"میں نے سمجھا آپ سچ مچ بوڑھے بابا ہیں" پارو کھلکھلا کر بولی "آپ کی آواز تک بوڑھے آدمیوں کی طرح تھرتھرا رہی تھی"

"یہ بہت اچھا ہوا کہ تم نے بھی مجھے بوڑھا بابا سمجھا مگر بوڑھی تھرتھراتی آواز نکالنا اتنا آسان نہیں ہے اس آواز میں تو میں اونچا بول ہی نہیں پا رہا تھا۔"

"ہاں، ماما نے آپ کے لیے "پروجیکٹ" کر کے پکارا بھی تھا نا"

"ہاں انھوں نے پکارا تو تھا۔ انو تمھیں سنائی دے رہی تھی میری آواز؟" راجو نے پوچھا

"جب آپ نے دوسری بار وہ سین دہرایا تھا تب سنائی دی تھی"

"مجھے تو بھئی بوڑھے رول کرنا زیادہ پسند ہے بجائے جوانوں کے رول کے" راجو نے کہا "اُن میں اپنی قابلیت آزمانے کا زیادہ موقع ملتا ہے"!

دیپک نے بھی طے کر لیا کہ جب وہ ایکٹر بنے گا تو زیادہ تر بوڑھوں کے کردار ادا کرے گا.

"ملکہ کہاں ہیں؟ میں اُن سے ضرور ملوں گی"۔ پارو نے کہا

"وہ بہت تھک گئی تھیں" انو نے کہا "شاید ہوسٹل واپس چلی گئی ہوں"

"لو بچو تمھارے کوکا کولا آگئے"، ستی دیوی نے آکر کہا "راجو تم اپنی چیزیں مجھے دے دو ورنہ کہیں کھو بیٹھو گے"۔

"یہ لو دیدی" اور راجو نے انھیں ایک کتاب، بٹوہ اور چھڑی تھما دی۔

"ہاں تو بچو مزا آیا نا؟" انکل پریم دروازے سے اندر آتے ہوئے بولے

"خوب مزا آیا انکل" دیپک نے کہا "اسٹیج کی سیٹنگ زوردار تھی"!

"ہم اپنی سیٹنگ بمبئی سے ساتھ نہ لا سکے اس لیے نیشنل اسکول آف ڈرامہ سے اُدھار مانگ کر کام چلانا پڑا۔ انھوں نے ابھی حال میں یہ ڈرامہ کیا تھا" انکل پریم نے بتایا۔

"کیا یہ کوئی ایکٹروں کا اسکول ہے؟" ڈیڈو نے پوچھا

"ہاں"

"واقعی" دیپک خوشی سے چلایا

"راجو نے ابھی ابھی بی۔اے پاس کیا ہے اب وہ اسکول میں داخلہ لینے والے ہیں" انکل پریم نے بتایا۔

"احمد صاحب آپ نے بھی اپنی ٹریننگ اسی اسکول میں لی ہوگی؟" دیپک نے پوچھا

"نہیں دیپک، اس وقت کوئی ایسا اسکول نہیں تھا، مجھے تو بس ایکٹنگ کا شوق تھا جسے میں نے اپنے آپ آگے بڑھایا، میں کالج میں پڑھاتا ہوں اور بچے ہوئے وقت میں "ہندمنچ" کے ڈراموں میں کام کرتا ہوں یا پھر اپنے کالج ڈرامہ کلب کے ناٹکوں کی ڈائرکشن دیتا ہوں۔ راجو اور تم لوگ تو زیادہ خوش نصیب ہو کہ باقاعدہ پیشہ ور ایکٹر بن سکتے ہو"

"دیپک تم وہ اسکول دیکھنا چاہو گے؟ کل مجھے وہاں sets واپس کرنے کے لیے جانا ہی ہے، ڈائرکٹر کا شکریہ بھی ادا کرنا ہے اور راجو بھی اسکول دیکھنے کے لیے جائے گا،" انکل پریم نے کہا

"انکل میں ضرور چلوں گا" دیپک خوش ہوگیا

"چلو اب جلدی گھر چلیں" انکل پریم نے کہا "کھانا کھا کر ۳ بجے پھر ہمیں تھیٹر واپس آنا ہے، ساڑھے چھ بجے شو شروع ہوگا، بھولنا مت۔"

ایکٹروں کی تربیت گاہ

ڈرامہ "تغلق" بے حد کامیاب رہا اس کی تعریف ہر ایک زبان پر تھی، خاص کر ان ایکٹروں کی جنھوں نے بادشاہ تغلق، مادرِ شاہ، اور برنی کا کردار ادا کیا تھا،

دوسرے دن سویرے دیپک اور ڈیڈو، انکل پریم کے ساتھ ٹرک میں بیٹھ کر تھیٹر گئے۔ انھوں نے راجو اور کیئیکر کی مدد سے کل والے سیٹوں کو کھول کھول کر اکٹھا کیا اور ٹرک میں لاد کر نیشنل اسکول آف ڈرامہ پہنچے، اسکول ایک بڑی عمارت میں تھا جس کا کمپاؤنڈ کافی پھیلا ہوا تھا، وہ جب اندر داخل ہوئے تو ایک دُبلے، خوشرو نوجوان نے اُن کا استقبال کیا۔

"خوش آمدید راجو" اس نے پکار کر راجو سے کہا "کل تمھیں برنی کے روپ میں دیکھ کر مجھے یقین ہوگیا کہ تمھیں ضرور یہاں داخلہ مل جائے گا، مبارک ہو تم نے بہت اچھی ایکٹنگ کی تھی۔"

"شکریہ" اور راجو نے اپنے دوست کا سب سے تعارف کروایا، اس کا نام رمیش تھا۔

"پہلے ہم یہ سیٹ تو ورکشاپ میں رکھ آئیں" رمیش نے کہا

وہ انھیں ایک بڑے کمرے میں لے گیا، جہاں کافی کھٹ پٹ مچی ہوئی تھی، ایک آدمی بجلی کے آرے سے کچھ کام کر رہا تھا

"یہاں ہم اپنے سیٹ بناتے ہیں" اس نے ذرا بلند آواز میں کہا،

ایک کونے میں ایک نوجوان مصروف تھا۔

"یہ کیا کر رہے ہیں؟" ڈیڈو نے رمیش سے پوچھا

"یہ بھی ایک طالب علم ہیں جن کا نام ہے راؤ، یہ ہمارے ہونے والے ڈرامے کے سیٹ کا چھوٹا ماڈل تیار کر رہے ہیں، آیئے دیکھیے"

ڈیڈو وہ ماڈل دیکھ کر حیران رہ گیا اسے وہ بہت اچھا لگا، سارے کا سارا ایک ہلکی لکڑی کا بنا ہوا تھا یہاں تک کہ اس کا فرنیچر، دروازے سب ہی بے حد موزوں تھے بالکل گڑیا گھر کا ایک کمرہ معلوم ہوتا تھا۔

"پارو آتی تو دیکھ کر بہت خوش ہوتی" اس نے کہا "کیا ہی اچھا ہو جو میں بھی ایسا ماڈل بنا سکوں"۔

"میں تو سمجھا تھا کہ تم ایکٹر بننا چاہتے ہو؟" راجو نے کہا

"دیپک ایکٹر بننا چاہتا ہے" ڈیڈو نے کہا "میں تو اپنے ڈیڈی کی طرح آرکیٹیک بنوں گا"۔

"بہت خوب" انکل پریم نے اس کی پیٹھ ٹھونکی "ہمیں تو ایسے ماہر لڑکوں کی بہت ضرورت ہے جو ڈرامہ اور ایکٹنگ کے بارے میں کچھ جانتے ہوں اور ہمارے لیے اچھی سیٹس بنا سکیں"

"دیپک تمھیں بھی ورکشاپ میں کام کرنا ہوگا"، رمیش نے کہا "سارے ہی طالب علم سیٹس کو ڈیزائن کرنا سیکھتے ہیں اور سیٹ بنانے میں مدد کرتے ہیں۔ چلیے اب چل کر کچھ جماعتیں دیکھیں"۔

رمیش انھیں لے کر سب سے پہلے جس کلاس میں گیا وہاں سارے ہی طالب علم سر کے بل کھڑے تھے، دراصل وہ یوگا کی جماعت تھی جس کے دوران یہ اندر چلے آئے تھے، رمیش نے بتایا یوگا جسم کو چست اور لچکیلا بناتا ہے اور انسان پٹھوں پر کنٹرول کرنا سیکھ جاتا ہے اس سے توانائی بھی بہتر بنتی ہے، بغل والے کمرے سے گھنگھروؤں اور ڈھولک کی آواز آ رہی تھی، یہ رقص کی جماعت تھی۔

"یہ لوگ لوک نرتیہ (ناچ) سیکھ رہے ہیں" رمیش نے کہا "نرتیہ اداکار کی چال ڈھال میں خوش اسلوبی لاتا ہے اور اس کی وجہ سے تال کا احساس بھی پیدا ہوتا ہے، ویسے بھی اپنے کئی ڈراموں میں، خاص کر لوک ڈراموں میں لوک ناچ ہوتے ہی ہیں"۔

ایک اور کمرے میں دو طالب علم موسیقی کی مشق کر رہے تھے "یہاں سنگیت بھی سکھایا جاتا ہے"، رمیش نے کہا "اس سے آواز کے اتار چڑھاؤ کی مشق ہوتی ہے، آیئے اب ہمارے کالج کا تھیٹر دیکھیے"

یہ چھوٹا سا صاف ستھرا تھیٹر کالج کی سرگرمیوں تک محدود تھا سب خاموشی سے اس میں داخل ہوئے کیونکہ ایکٹنگ کی کلاس چل رہی تھی،

رمیش نے دھیرے سے کہا "یہ طالب علموں کی تصنیفی مشق چل رہی ہے، جسے انگریزی میں improvisation class کہتے ہیں"۔

"کیا مطلب" ڈیڈو نے پوچھا

"ٹیچر نے انھیں ایک کہانی دی ہے، انھیں یہ کہانی بغیر الفاظ کے صرف اداکاری کر کے ظاہر کرنی ہے اس کے لیے انھیں برجستہ ایکٹنگ کرنی پڑتی ہے یعنی جیسے جیسے آگے بڑھتے جائیں انھیں اپنی ایکٹنگ آپ تصنیف کرنی پڑتی ہے اس طرح کی ایکٹنگ کو جس میں صرف اشاروں کنایوں اور صورت کے اتار چڑھاؤ ہی سے کام لیا جائے اور الفاظ کا سہارا نہ ہو "مائم" کہتے ہیں"۔

اس وقت دو لڑکے اور ایک لڑکی اسٹیج پر موجود تھے، دونوں لڑکے لڑائی میں مشغول تھے اور لڑکی رو رو کر انھیں الگ کرنے کی کوشش کر رہی تھی اچانک ایک لڑکے نے تاؤ میں آ کر اپنے دشمن کی بجائے اس لڑکی کو مار کر گرا دیا، دونوں لڑکوں نے اپنی لڑائی روک دی اور لڑکی کو ہوش میں لانے کی تدبیریں کرنے لگے لیکن لڑکی مر چکی تھی اور اس کی موت نے گویا دونوں کا جھگڑا مٹا دیا تھا کیونکہ دونوں کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

"ہاں ٹھیک ہے، رک جاؤ یہاں" سامنے کی قطاروں میں بیٹھی ہوئی ایک خاتون نے کہا، یہی ان کی ٹیچر تھیں "آؤ اب اس سین پر ہم بحث کریں اور دیکھیں کہ اس میں اور بہتری کی کیا صورت ہو سکتی ہے"۔

"آیئے اب ہم چلیں، میں آپ کو اپنا اوپن ایر تھیٹر دکھاؤں" باہر نکلتے ہوئے رمیش نے کہا۔

"بچوں کو تم اپنے ساتھ لے جاؤ رمیش" انکل پریم نے کہا "مجھے ڈائرکٹر سے ملنا ہے بعد میں تم سے آملوں گا"

اوپن ایئر تھیٹر سب کو بہت پسند آیا۔ کھلی ہوا میں بیٹھ کر ڈرامہ دیکھنے کا مزہ کچھ اور ہی ہوتا ہو گا۔

"یہ تھیٹر طالب علموں کی مدد سے بنایا گیا ہے" رمیش نے فخر سے کہا۔

"آپ لوگ اور کیا سیکھتے ہیں یہاں" راجو نے پوچھا۔

"نرتیہ، یوگا، سنگیت، ایکٹنگ کے علاوہ جن کی جماعتیں تو ابھی آپنے دیکھی ہی ہیں۔ لباس، منظر کشی کے ساتھ ہم مغربی اور مشرقی ڈرامے بھی سیکھتے ہیں ہم تو سنسکرت اور جدید ہندوستانی ڈرامے دونوں ہی کھیلتے ہیں۔"

"سنسکرت میں؟" دیپک نے پوچھا

"نہیں ہندی میں" رمیش مسکرایا، "مغربی ڈراموں کا ہندی میں ترجمہ کر لیا جاتا ہے" پھر وہ راجو سے بولا "میں تو پروڈیوسر کا کورس کر رہا ہوں، کیا تم ایکٹنگ لے رہے ہو؟"

"ہاں اگر مجھے داخلہ مل جائے" راجو نے ہنس کر کہا

"میں نے تو سوچا تھا یہ ایکٹنگ کا اسکول ہے" ڈیڈو بولا

"نہیں، اس اسکول میں تو تھیٹر کے سارے ہی ہنر سکھائے جاتے ہیں، تم ایکٹر، پروڈیوسر یا کوئی تکنیکی ماہر بن سکتے ہو۔"

"میں تو ایکٹر بنوں گا، دراصل انکل پریم نے وعدہ کیا ہے کہ جانے سے پہلے وہ ڈرامہ کرنے میں ہماری مدد کریں گے" دیپک نے کہا۔

"تمھارا ڈرامہ کب ہو گا مجھے بھی بتانا" رمیش نے کہا "میں بھی دیکھنے آؤں گا۔"

"ہاں یہ وعدہ پکا رہا" دیپک نے ہنس کر کہا

اتنے میں انکل پریم بھی وہاں پہنچ گئے۔

ڈرامے کی تیاریاں

انو باغ میں بیٹھی کتاب پڑھتے ہوئے اپنے لمبے لمبے گھونگریالے بال سکھا رہی تھی، ایک دن پہلے "ہند منچ" کا دوسرا ڈرامہ اسٹیج پر کھیلا گیا تھا جس میں انو نے بھی کام کیا تھا وہ کچھ تھک سی گئی تھی، اس نے اپنا کردار خوب نبھایا تھا دیکھنے والوں نے ڈرامہ، جو موجودہ زمانے کے لڑکے لڑکیوں کے مسائل سے متعلق تھا، بہت پسند کیا تھا۔

انو کے نزدیک ہی سبزہ پر ٹیپو اوندھا لیٹا ہوا ہوا میں اپنی ٹانگیں لہراتا ہوا کسی تصویر میں رنگ بھر رہا تھا، یکایک ڈیڈو اور دیپک بھاگتے ہوئے گیٹ کے اندر داخل ہوئے اور باغ میں آ کر دیپک دھم سے انو کے قریب بیٹھ گیا۔

"انو دی" دیپک نے ہانپتے ہوئے چلا کر کہا "انکل پریم نے کہا ہے ان کے پاس ایک ناٹک ہمارے لیے ہے اور وہ اسے کھیلنے میں ہماری مدد بھی کریں گے۔ اور دیدی میں نے اپنے کچھ دوستوں کو ایکٹنگ کرنے کے لیے بلا بھی لیا ہے، دیدی تم ہماری ڈائرکٹر بن جاؤ گی نا، انکل کہتے ہیں اس کے بارے میں تم ہم سب سے زیادہ جانتی ہو اور وہ کہتے ہیں کہ نوعمر لوگ ہی . . . . ."

"دیپک، خاموش رہو بھئی۔ تم تو میرے کانوں کے پردے پھاڑ دو گے" انو نے کانوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا "ارے بدھو اپنے الفاظ کی ٹرین اتنی تیزی سے چلائے گا تو، تو کبھی اچھا ایکٹر نہیں بن سکتا، سمجھا" انو کے لہجے میں سختی تھی مگر بناوٹی،

"مگر تم ہماری مدد کرو گی نا انو دیدی، کرو وعدہ!"

"کیا کروں گی؟ کاہے کا وعدہ؟"

"ہماری ڈائرکٹر بننے کا؟"

"ڈرامہ کون سا ہے؟"

"آں، ابھی تو سب کچھ بتایا پھر بھی . . . ."

"دیپک ٹھہر، مجھے بتانے دو" ڈیڈو نے کہا "تم ٹھیک سے نہیں بتا پا رہے ہو۔ دیدی! دیپک، ڈرامہ امر سنگھ راٹھور کرنا چاہتا تھا مگر وہ ڈرامہ ہمارے پاس نہیں ہے۔ انکل پریم نے ہمیں دوسرا ناٹک دیا ہے، یہ اصل میں پنچ تنتر کی کہانی "احسان فراموش" کی بنیاد پر لکھا ہوا ہے۔"

"اوہ، اچھا میں نے دیکھا ہے وہ ڈرامہ" انو نے کہا "میں ضرور تمھاری ڈائرکٹر بنوں گی۔"

"میں دی" پٹو نے نعرہ لگایا اور ہر چیز چھوڑ چھاڑ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"ہاں بھئی تو دی" انو نے پٹو سے وعدہ کیا۔ "مگر دیپک تمھارے پاس ڈرامے کے ہر پارٹ کے لیے مناسب دوست ہیں، دسہرہ کی چھٹیوں کی وجہ سے اسکول بند ہیں اکثر لڑکے تو کہیں نہ کہیں چھٹیاں گذارنے کے لیے گئے ہوں گے۔"

"نہیں دیدی، ہمارے بہت سے دوست تو یہیں ہیں اب تک میں اور ڈیڈو یہی کام تو کر رہے تھے، ہم نے سب سے شام کو چار بجے یہاں آنے کے لیے کہا ہے، انکل پریم نے کہا کہ ہندمنچ کے سب لوگ تو آج شام ہی میں چلے جائیں گے مگر انکل پریم اور تم چھٹیاں یہیں گذارو گی اس لحاظ سے اپنے پاس پندرہ دن کا وقت اور ہے"

"وہ تو کافی لمبا ڈرامہ ہے" انو نے گویا اپنے آپ سے کہا ـــــ

"خیر اسے کچھ چھوٹا کر لیں گے ـــ یہ لو پاپا خود آ رہے ہیں"

پریم انکل اس ڈرامے کی ایک کاپی لے کر آئے تھے سب اسے لے کر بیٹھ گئے اور اس میں سے مختلف پارٹ الگ الگ کاغذوں پر لکھنے لگے انو اور انکل پریم نے مل کر اس میں سے کچھ سین کاٹ دیے تاکہ بچوں کو ان کے پارٹ تھوڑی مدت میں یاد ہو جائیں۔

"ہم اپنا ڈرامہ کس جگہ کریں گے؟" انو نے پوچھا

"کہیں باغ میں کریں گے، میں نے انور صاحب سے اس کا ذکر کیا تھا تو انھوں نے کہا کہ پاس ہی ان کے ایک دوست کا گھر ہے جس کا باغ بہت ہی بڑا ہے وہیں وہ جگہ مل جائے گی"

"اوہ وہ کپور صاحب کا گھر ہوگا" ڈیڈو نے کہا "سچ مچ انو ان کا باغ بہت بڑا ہے ان کے گھر کا کھلا چبوترہ باغ کی طرف رُخ کرتا ہوا ہے ہم اسی چبوترے پر اپنا اسٹیج بنا سکتے ہیں، دیکھنے والے باغ میں بیٹھیں گے۔"

"وہ چبوترہ بہت اونچا تو نہیں ہے نا؟" انو نے پوچھا

"نہیں، لان سے صرف دو سیڑھی اونچا ہے۔"

"بالکل موزوں معلوم ہوتا ہے مگر لائٹ کا کیا ہوگا پاپا؟"

"میرے خیال میں دو اسپاٹ لائٹ کافی ہو جائیں گی" انکل نے کہا "کیونکہ ڈرامہ تو جھٹپٹے سے پہلے ہی شروع ہو جائے گا اس کا انتظام میں اپنے کسی دوست سے کہہ کر کروا دوں گا، دیپک میں تمھارا اسٹیج منیجر بن جاؤں گا اور ڈیڈو میرا اسسٹنٹ۔"

"انکل بہت بہت شکریہ" لڑکوں نے کہا۔

"پاپا ہر ڈپارٹمنٹ میں اگر کوئی بڑا بھی ان کے ساتھ ہو تو مناسب ہوگا" انو نے کہا "ڈیڈو تمھاری ممی مدد کر سکیں گی نا؟"

"میں نے ابھی پارو کو ان کے پاس بھیجا ہے یہ پوچھنے کے لیے کہ کیا وہ لباس بنانے میں ہماری مدد کریں گی، کتر بیونت اور سلائی میں ممی بہت اچھی ہیں، ہم اپنے لباس باہر نہیں سلواتے ممی خود انھیں ڈیزائن کرتی ہیں، فینسی ڈریس بھی وہ بہت اچھے بناتی ہیں مجھے اور پارو کو ہمیشہ اس پر انعام ملتے ہیں اور پارو ان کی مدد کرتی ہے"

"میں دی" ٹٹو چلایا، کافی دیر سے وہ چُپ تھا۔

"ہاں کیوں نہیں، ٹٹو بیشک، ساری چیزیں گڈمڈ کرنے میں مدد کرتا ہے" ڈیڈو نے کہا اور سب ہنس پڑے

چار بجے لڑکے اور لڑکیاں دیپک کے گھر آنے شروع ہوئے۔

سوا چار بجے تک اتنے بچے آگئے کہ انھیں بٹھانے کے لیے انو کو لان پر ایک دری بچھانی پڑی۔

"سب سے پہلے تمھیں یہ بتا دوں کہ ریہرسل کے لیے تمھیں وقت کی پابندی کرنی پڑے گی" انو نے بالکل ڈائرکٹر کی طرح کہا "ہمارے پاس وقت کم ہے اس لیے ایک منٹ بھی ضائع نہیں کیا جا سکتا، اگر ریہرسل چار بجے ہونی ہے تو تم سب کو چار دس پر نہیں آنا بلکہ چار بجنے سے دس منٹ پہلے ہی یہاں پہنچ جانا ہوگا۔"

جو بچے دیر سے پہنچے تھے جھینپ گئے اور ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرانے لگے۔

"اس کے علاوہ" انو نے کہا "جو پارٹ تمھیں دیا جائے گا اسے خوشی سے قبول کرنا ہوگا، ہر پارٹ چاہے وہ لمبا ہو کہ چھوٹا یکساں اہم ہوتا ہے البتہ جن کو چھوٹے پارٹ ملیں گے ان کو جلدی یاد ہو جائیں گے زیادہ محنت نہیں کرنی پڑے گی" بچے ہنسنے لگے۔

"اور تیسری بات یہ ہے کہ تمھیں اپنے پارٹ جلد سے جلد یاد ہو جانے چاہئیں آج کل تمھیں ہوم ورک تو ہے نہیں اس لیے وقت کافی مل جائے گا، کسی کو پکڑ کر اپنا پارٹ سناؤ وہ تمھیں اشاریہ دے گا۔"

"یہ اشاریہ کیا ہوتا ہے؟" ایک چاکلیٹ کھاتے ہوئے بچے نے نیکر سنبھالتے ہوئے پوچھا

"اشاریہ دوسرے ایکٹروں کی وہ سطریں ہوتی ہیں جو تمھاری سطروں سے پہلے آتی ہیں، تمھیں وہ بھی معلوم ہونی چاہئیں ورنہ تمھیں یہ کیسے معلوم ہوگا کہ تمھیں کب بولنا ہے، فکر کی کوئی بات نہیں، جلد ہی خود بخود تمھیں دوسروں کے پارٹ بھی یاد ہو جائیں گے۔ سو بچو! ایسی سنجیدہ صورت نہ بناؤ اور خوشی مناؤ۔"

تھوڑی سی آزمائش کے بعد انو نے سب کو پارٹ بانٹ دیے، دیپک کو احسان فراموش کا کردار ملا، ڈیڈو برہمن بنا، پارو شہزادی بنی، پہلے تو وہ شرمائی اور انکار کیا لیکن ڈیڈو نے اسے سمجھایا "دیکھ تو ڈرامے میں کام کرنا چاہ رہی تھی نا، اب یہ آنا کانی ٹھیک نہیں۔"

ٹٹو سے وعدہ کیا گیا کہ اسے ایک منا سا بندر بنا کر کسی سین میں ضرور اسٹیج پر بھیجا جائے گا ورنہ وہ تو ہر سین میں کسی اور کا پارٹ کرنے کے لیے اسٹیج پر گھس پڑتا، دیپک کے گھر ریہرسل شروع ہوئی، ہال اتنا بڑا نہیں تھا لیکن دیپک کی ماں نے وہاں سے فرنیچر ہٹا کر اتنی جگہ بنا دی کہ ایک عارضی اسٹیج بنایا جا سکے۔ ریہرسل کے دوسرے روز مسز انور کاغذات کا ایک پلندہ لے آئیں اور انو کو کچھ دکھانے بتانے لگیں۔

"پاپا، پاپا" انو خوشی سے چلّائی، "دیکھیے تو سہی۔ مسز انور آپ تو چھپی رستم نکلیں، کتنی ماہر ہیں آپ، کتنے اچھے لباس آپ نے ڈیزائن کیے ہیں۔"

ہر کوئی حیرت میں پڑ گیا تھا سوائے مسز انور کے بچوں کے کیونکہ وہ تو اپنی ممی کو جانتے ہی تھے۔ یہ ان کے لیے کوئی نئی بات نہیں تھی۔ مسز انور نے بہت سلیقے سے الگ الگ کاغذوں پر مختلف کرداروں کو ان کی مخصوص پوشاک میں پینٹ کیا تھا، اور ساتھ ہی ان رنگ برنگے کپڑوں کے نمونے نتھی کیے ہوئے تھے جن سے ان کے لباس بننے والے تھے۔

"آپ کو تو ایک پیشہ ور ڈیزائنر ہونا چاہیے مسز انور" انکل پریم نے سارے کاغذات ٹیبل پر پھیلا پھیلا کر جما دیے تاکہ سب بچے انھیں دیکھ سکیں "آپ میرے اگلے ڈرامے کے لیے لباس ڈیزائن کیوں نہیں کرتیں؟"

"آپ تو بنا رہے ہیں مجھے" مسز انور نے انکساری سے کہا "انو اب مجھے بچوں کے ناپ لینے ہیں تاکہ جلدی کپڑا خرید کر ان کے لباس تیار کرنا شروع کر دوں۔"

"آپ سب اکیلی کیسے کریں گی کسی کی مدد تو ہونی ہی چاہیے" انو نے کہا

"کیوں نہیں، دیپک کی ماں تو ہیں ہی، ایک دو بڑی لڑکیاں صبح کے وقت میری مدد کر سکتی ہیں، ہم دونوں کے پاس مشینیں بھی ہیں۔"

دیپک کے اسکول کی استانی بھی ریہرسل دیکھنے کے لیے آئیں یہ موسیقی سکھاتی تھیں انھیں بچوں کا

ڈرامہ اتنا پسند آیا کہ انھوں نے اس کے لیے سنگیت دینے کی ہامی بھرلی، ڈرامے میں بعض بچے اتنے شرمیلے
تھے کہ کچھ دنوں بعد انہیں نکال کر دوسرے بچوں کو وہ پارٹ دینے پڑے۔

ڈیڈا اور دیپک کے گھر ہنگامے سے بھرپور تھے دیپک کو اب پتہ چلا کہ ڈرامہ کھیلنا معمولی بات
نہیں ہے بلکہ اس کے لیے بڑی توجہ اور وقت کی ضرورت ہوتی ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ اس میں جو انوکھی
خوشی ہے اس سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اتنا کچھ کرنا ہوتا ہے کہ بور ہونے یا خفا ہونے کا سوال بھی نہیں
اٹھتا اب یہ اور بات ہے کہ اپنا پارٹ ٹھیک سے یاد نہ رکھنے پر انو نے اسے ڈانٹ دیا یا اُس کا کُرتا تنگ
سل گیا، کُرتے نے پارو کو البتہ جھنجھلا دیا کیونکہ اُسے اُس کی سلائی کھولنی پڑی تاکہ دوبارہ سی کر اسے
بڑا کیا جائے لیکن یہ تو چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں ایسا تو ہوتا ہی ہے۔ دیپک کو ایسا لگا جیسے زندگی
میں وہ کبھی اتنا خوش نہیں ہوا تھا جتنا اب تھا۔

یادگار دن

جس روز ڈرامہ کھیلا جانے والا تھا اس کی صبح ڈیڈو اور دیپک انکل پریم کے ساتھ مسٹر کپور کا گھر دیکھنے گئے۔ چبوترے پر آس پاس پھولوں کے گملے جمع تھے اور وہ بہت اچھا لگ رہا تھا۔

"پہلے ہم چبوترے پر سے یہ گرے ہوئے پتے جھاڑ کر صاف کر لیں اور پھر سامنے کی طرف رکھے ہوئے گملے ہٹا دیں گے ورنہ لوگ ڈرامہ نہیں دیکھ پائیں گے" انکل پریم نے کہا

"مالی کہاں ہے؟" دیپک نے چاروں طرف دیکھا۔

"کیوں مالی کی کیا ضرورت ہے؟" انکل بولے

"چبوترہ صاف کرنے کے لیے"

"کیوں، ہم خود صاف کر لیں گے" اور انکل پریم نے پاس پڑی ہوئی جھاڑو اٹھائی اور چبوترہ صاف کرنے لگے "بیٹا دیپک تھیٹر میں ہم کسی کام کے لیے دوسروں کا انتظار نہیں کرتے جس کے سامنے جو کام ہو وہ اس میں جُت جاتا ہے"

"نہیں انکل، میں نے ایسا تھوڑے ہی کہا ہے کہ میں نہیں کروں گا"۔ دیپک جھینپ گیا۔

"تم اور ڈیڈو مل کر یہ سامنے کے گملے اٹھا کر پیچھے قرینے سے جما دو صرف راستہ بند نہ کرو"۔

چبوترہ صاف ہوا ہی تھا کہ انوارا اور دیپک کی ممی سیٹس اور دوسرا سامان لے کر پہنچ گئیں، انکل پریم کے دوست اسپاٹ لائٹ اور صوتی اثرات کے لیے ٹیپ ریکارڈ لے کر آ گئے، ڈیڈو نے

انھیں لائٹ لگانے میں مدد دی۔

جب سارا انتظام ہوگیا تو سب نے گھر جاکر کھانا کھایا اور کچھ دیر آرام کیا مسز انور اور پارو کپڑوں کی استری اور میک اپ کے سامان میں مصروف رہیں چار بجے سب کو مسز کپور کے گھر اکٹھا ہونا تھا۔ ڈرامہ چھ بجے شروع ہونے والا تھا۔

"انو دی" دیپک نے کہا "میرا اور ڈیڈو کا وہ سین دہرا لو نا جس میں، میں ہمیشہ گڑبڑ کر جاتا ہوں"

"اب نہیں دیپک" انو نے کہا "اب تمھیں اطمینان اور سکون کی ضرورت ہے خود کو تھکانا فضول ہے، تمھارا کام بالکل ٹھیک ہے، پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے"۔

"نہیں دیدی کر لو نا" دیپک نے اصرار کیا۔

"اچھی بات ہے بھئی" ڈائرکٹر دیدی نے مسکرا کر کہا "لیکن بس ایک ہی بار، چلو شروع کرو"۔

سین دہرایا گیا، دیپک اب بھی مطمئن نہیں تھا، وہ ایک بار اور دہرانا چاہتا تھا لیکن انو نے انکار کر دیا کہ بے کار خود کو تھکانا مناسب نہیں ہے۔

دیپک ایک کرسی میں دھنس گیا اس کے دماغ میں اس کے پارٹ کے سارے ہی الفاظ قلابازیاں کھا رہے تھے اور اسے یقین ہوتا جا رہا تھا کہ وہ ضرور اسٹیج پر گڑبڑ کر دے گا "کیا سارے ہی ایکٹر ایسا سوچتے ہوں گے؟"

"ڈیڈو" اس نے اپنے دوست سے کہا جو اپنے کھیل کے لیے ایک سیٹ بنانے کی کوشش میں لگا تھا "تمھیں اپنی سطریں یاد ہیں، میں تو جیسے سب کچھ بھول رہا ہوں"۔

"مجھے تو بالکل اچھی طرح یاد ہیں" ڈیڈو نے اطمینان سے جواب دیا، "میں نے اُن کو لاکھوں بار دہرایا ہوگا مجھے تو اتنی یاد ہوگئی ہیں کہ پیچھے کی طرف بھی دہرا سکتا ہوں" وہ تیار ہوگیا۔

"ارے نہیں بھئی نہیں تم تو مجھے اور بھی گڑبڑا دو گے"۔

خدا خدا کر کے پانچ بجے اور سب مسز کپور کے گھر جانے کے لیے تیار ہوئے۔

چبوترے کے پیچھے پاس ہی ایک کمرے میں مسز انور نے انو اور دوسری لڑکیوں کی مدد سے سارے ایکٹروں کو ان کے لباس پہنائے اور ہلکا سا میک اپ کیا، ۶ بجنے میں اب ۲۰ ہی منٹ باقی تھے۔

دیپک نے جو بالکل تیار تھا پوچھا "ڈیڈو کہاں ہے؟"

"ارے وہ ابھی نہیں آیا؟" انکل پریم پریشان ہو کر بولے "وہ تو وِگ (نقلی بالوں کی ٹوپی) لینے گیا تھا" "اب بغیر رفیق کے ڈرامہ کیسے شروع ہو" سب ہی فکر مند تھے، پارو تو بس رونے پر آ گئی تھی۔

"رومت پارو تو اپنا میک اپ دھو دے گی" انو نے اسے سمجھایا، حالانکہ وہ خود بھی پریشان ہو رہی تھی، اسی وقت دیپک چلایا "ڈیڈو آ گیا"۔ ایک تانگہ آیا جسے ڈیڈو چلا رہا تھا، اور تانگے والا اس کے بازو بیٹھا تھا، وہ نیچے کود پڑا "میری سائیکل پنکچر ہو گئی تھی ٹیکسی بھی نہیں ملی" وہ ہانپ کر بولا "آخر کو یہ تانگہ ملا، اتنا شاندار گھوڑا ہے سارے راستہ بگٹٹ بھاگتا آیا۔"

"اب گھوڑے کی شان میں قصیدہ ہی پڑھے جاؤ گے یا جا کر تیار ہو گے؟" انو نے ڈانٹا "شکر ہے تمھیں زیادہ میک اپ کی ضرورت نہیں ہے"۔

دیپک نے اطمینان کا سانس لیا، کھیل شروع ہونے میں دس ہی منٹ باقی تھے اس کی ساری بے اطمینانی اڑنچھو ہو گئی تھی اور اب وہ بالکل پرسکون تھا۔

"پہلے سین کے لیے سب تیار ہو جاؤ" انکل پریم نے دھیرے سے کہا کیونکہ اس وقت تک باغ میں سب والدین اور دوست جمع ہو چکے تھے "میں دو بار گھنٹی بجاؤں گا، پہلی گھنٹی پانچ منٹ کم چھ بجے پرتا کہ سب لوگ ڈرامہ دیکھنے کے لیے تیار ہو جائیں اور دوسری گھنٹی ٹھیک چھ بجے جب ڈرامہ شروع ہو۔ تم سب کو میرا آشیرواد"۔

"بہت بہت شکریہ انکل" ایکٹروں نے اپنی اپنی جگہ لیتے ہوئے کہا

دوسری گھنٹی بجی، وہ عظیم لمحہ آ چکا تھا ڈرامہ شروع ہوا۔

ڈرامہ ایک نیک دل برہمن کے بارے میں تھا جو بہت غریب تھا۔ اس کی بیوی ہمیشہ اسے تنگ کرتی اور غربت کا رونا روتی رہتی۔ ایک روز تنگ آ کر اس نے سوچا کہ کچھ قسمت آزمائی کرنی چاہیے راستے میں اس کا گذر ایک گھنے جنگل سے ہوا یکایک اس نے سنا کہ کوئی مدد کے لیے چلا رہا ہے جب نزدیک جا کر دیکھا تو پتہ چلا کہ ایک بندر، شیر، سانپ اور آدمی چاروں ایک کنویں میں گر گئے تھے اس نیک برہمن نے بندر، شیر اور سانپ کو کنویں سے باہر نکال لیا، تینوں اس کا شکریہ ادا کر کے چلے گئے اور جانے سے پہلے کہا کہ زندگی میں کبھی ان کی ضرورت پڑے تو برہمن ضرور انھیں یاد کرے انھوں نے جاتے جاتے یہ بھی جتایا کہ برہمن کنویں میں پڑے اُس آدمی کو ہرگز نہ بچائے کیونکہ وہ بہت ہی بُرا اور خراب آدمی ہے، لیکن برہمن بہت ہی نرم دل تھا، اس لیے اس نے اس آدمی کو بھی کنویں میں سے نکال لیا، اس آدمی نے بتایا کہ وہ کاشی کا رہنے والا ایک سُنار ہے اور ایک نہ ایک دن ضرور برہمن کے اس احسان کا بدلہ چکائے گا۔

ایک بار جب برہمن کسی مصیبت میں گرفتار ہوا تو بندر نے آ کر اس کی مدد کی، دوسری بار اس کے دوست شیر نے اسے ایک بہت اچھا نکلس لا کر دیا جو اسے ایک مُردے کے گلے میں ملا تھا

برہمن وہ نکلس لے کر کاشی میں اس سنار کے پاس گیا اور اسے دے کر کہا کہ نکلس بیچ کر اسے روپیہ دے دے، لیکن اس احسان فراموش سنار نے اس کی اس بات پر یقین کرنے سے انکار کر دیا کہ شیر نے برہمن کو نکلس لا کر دیا تھا، اس نے بتایا کہ وہ نکلس تو راجکمار کا تھا جو جنگل میں مارا گیا۔ اُس نے اس بات کی خبر راجہ کو دی اور بے چارہ برہمن خون کے جرم میں قید کر لیا گیا۔

جیل میں برہمن کے پاس سانپ آیا اور اس نے کہا کہ وہ راجکماری کو ڈس کر بے ہوش کر دے گا جس سے وہ ایسی گہری نیند سوئے گی کہ کوئی اسے جگا نہیں پائے گا پھر اس نے برہمن کے کان میں وہ نسخہ بتا دیا جس سے راجکماری تندرست ہو سکتی تھی۔

اور پھر سانپ نے جیسا کہا تھا ویسا ہی ہوا۔ سانپ کے ڈسنے پر راجکماری جیسے بہت گہری نیند سو گئی، کوئی اسے جگا نہ سکا۔ تب برہمن آگے بڑھا اور اس کے علاج پر راجکماری نے

آنکھیں کھول دیں اور اُٹھ بیٹھی، برہمن نے راجہ سے کہا کہ وہ خونی نہیں ہے اور احسان فراموش سنار نے اس پر جھوٹا الزام لگایا ہے عدالت میں بندر، شیر اور سانپ نے بھی آکر اس بات کی گواہی دی ۔

راجہ بہت ناراض ہوا وہ چاہتا تھا کہ سُنار کو سولی پر چڑھا دے لیکن نیک دل برہمن نے اس کی جان بخشوا دی پھر بھی سنار کو شہر بدر کر دیا گیا، اور برہمن کو مالا مال کر دیا گیا اور وہ اپنے دوستوں یعنی بندر، شیر اور سانپ کے ساتھ اپنی بیوی کے پاس واپس آگیا۔

جب روشنیاں بند ہوئیں اور ڈرامہ ختم ہوا تو حاضرین نے خوب تالیاں بجائیں اور بے حد ستائش کی ۔

ڈرامے کی ساری کاسٹ، ڈائرکٹر انو کے ساتھ چبوترہ اسٹیج پر ایک قطار میں آکر کھڑی ہوگئی، دیپک بیچوں بیچ تھا۔ روشنی ڈالی گئی ۔ دوبارہ تعریفی تالیاں بجیں اور سب فن کار بچوں نے سر جھکا کر سلام کیا۔

"میں دی" ٹیو چلایا اور تالیاں بجاتا ہوا بندر کے لباس میں آکر سب کے سامنے کھڑا ہوگیا،

سب ہنسنے لگے ایکٹر بھی اسٹیج سے اُتر آئے اور سب مل کر ہنسنے بولنے لگے اتنے میں مسز کپور ایک طشت اٹھائے آئیں "لیجیے مٹھائی اور کوکا کولا تیار ہے۔"

"ہپ ہپ ہرّے" سب بچّوں نے نعرہ لگایا اور انھیں گھیر لیا۔

اُس رات کھانے کی ٹیبل پر دیپک کی ماں، انو اور انکل پریم میں سنجیدگی سے باتیں ہو رہی تھیں۔ ٹپو تھک کر سو چکا تھا انکل پریم اور انو اگلے روز بمبئی واپس ہو رہے تھے۔

"انکل کیا واقعی میں ایکٹر بن سکتا ہوں" دیپک نے پوچھا

"بیٹا بات یہ ہے کہ تم میں ایکٹر بننے کی صلاحیت تو ہے لیکن تم ابھی بہت چھوٹے ہو، جب تم بڑے ہو کر کالج جاؤ گے تو ہو سکتا ہے کہ ارادہ بدل دو، کچھ اور بننا چاہو۔"

"کیا اس کا ایکٹر بننا مناسب ہوگا؟" مسز داس نے پوچھا

"کیوں نہیں ایکٹروں کی دنیا اب اتنی محدود نہیں رہی، ریڈیو اور ٹیلی ویژن تو ہے ہی، وہ وقت دور نہیں جب کہ پیشہ ور تھیٹروں کے گروپ ملک کے سب ہی بڑے شہروں میں اپنے ڈرامے کھیلیں گے۔"

"تم نے اپنے اس پہلے تجربے سے کیا سیکھا دیپک؟" انو نے پوچھا

"بتاؤں، مجھے اپنا خیال بدلنا پڑا کہ ایکٹنگ ایک آسان سی چیز ہے، اس میں تو اپنا خون پسینہ ایک کرنا پڑتا ہے۔ اسکول آف ڈرامہ میں، میں نے دیکھا ہے کہ وہ لوگ مختلف ملکوں کے ڈراموں کی بھی چھان بین کرتے ہیں، یوگا، سنگیت، نرتیہ سب کچھ سیکھتے ہیں، لباسوں اور سیٹوں کی ٹریننگ لیتے ہیں معلوم ہوا کہ ایک ایکٹر کو تھیٹر کے متعلق ہر چیز جاننی ضروری ہے۔"

"بالکل ٹھیک اور یہی سب سے اچھی ٹریننگ ہے" انکل پریم بولے "اس طرح سب کو اندازہ ہوتا ہے کہ ڈرامے کے سلسلے میں کیا کیا کام کرنا پڑتا ہے اور کیا کیا مشکلیں پیش آتی ہیں اور ان سے کس طرح نپٹنا پڑتا ہے، دیکھو تھیٹر گروپ . . . . ."

"ایک ٹیم کی طرح ہے" انو اور دیپک نے جملہ پورا کیا۔

"بالکل" انکل ہنسے "انھیں ایک دوسرے کے ساتھ مِل جُل کر کام کرنے اور اس فن کو آگے بڑھانے کی کوشش کرنی چاہیے تب ہی اپنے دیس میں ایک وِشال اور عظیم الشان تھیٹر قائم ہونے کا خواب پورا ہو سکتا ہے۔"

"کافی رات ہو چلی ہے" دیپک کی ماں نے کہا "سویرے اسٹیشن جانے کے لیے جلدی اُٹھنا ہے، اب سو جانا چاہیے۔ دیپک باہر کی لائٹ بند کر دو"

دیپک نے اُٹھ کر لائٹ بند کر دی "ارے بابا کل سے پھر وہی اسکول!" اس نے بناوٹی بیزاری سے کہا۔

"ہر اچھی چیز ایک وقت آنے پر ختم ہوتی ہی ہے ان ہی میں سے ایک چھٹیاں بھی ہیں" انکل پریم نے ہنس کر کہا "آنے والے ہندوستان کا مشہور کلاکار دیپک داس زندہ باد!"

اور پھر سب سونے کے لیے چلے گئے!

”تم نے اپنے اس پہلے تجربے سے کیا سیکھا دیپک؟“ انو نے پوچھا

”بتاؤں، مجھے اپنا خیال بدلنا پڑا کہ ایکٹنگ ایک آسان سی چیز ہے، اس میں تو اپنا خون پسینہ ایک کرنا پڑتا ہے۔ اسکول آف ڈرامہ میں، میں نے دیکھا ہے کہ وہ لوگ مختلف ملکوں کے ڈراموں کی بھی چھان بین کرتے ہیں، یوگا، سنگیت، نرتیہ سب کچھ سیکھتے ہیں، لباسوں اور سیٹوں کی ٹریننگ لیتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ ایک ایکٹر کو تھیٹر کے متعلق ہر چیز جاننی ضروری ہے۔“

”بالکل ٹھیک اور یہی سب سے اچھی ٹریننگ ہے“ انکل پریم بولے ”اس طرح سب کو اندازہ ہوتا ہے کہ ڈرامے کے سلسلے میں کیا کیا کام کرنا پڑتا ہے اور کیا کیا مشکلیں پیش آتی ہیں اور ان سے کس طرح نپٹنا پڑتا ہے، دیکھو تھیٹر گروپ .....“

”ایک ٹیم کی طرح ہے“ انو اور دیپک نے جملہ پورا کیا۔

”بالکل“ انکل ہنسے ”انھیں ایک دوسرے کے ساتھ مِل جُل کر کام کرنے اور اس فن کو آگے بڑھانے کی کوشش کرنی چاہیے تب ہی اپنے دیس میں ایک وِشال اور عظیم الشان تھیٹر قائم ہونے کا خواب پورا ہو سکتا ہے۔“

”کافی رات ہو چلی ہے“ دیپک کی ماں نے کہا ”سویرے اسٹیشن جانے کے لیے جلدی اُٹھنا ہے، اب سو جانا چاہیے۔ دیپک باہر کی لائٹ بند کر دو“

دیپک نے اُٹھ کر لائٹ بند کر دی ”ارے بابا کل سے پھر وہی اسکول!“ اس نے بناوٹی بیزاری سے کہا۔

”ہر اچھی چیز ایک وقت آنے پر ختم ہوتی ہی ہے ان ہی میں سے ایک چھٹیاں بھی ہیں“ انکل پریم نے ہنس کر کہا ”آنے والے ہندوستان کا مشہور کلاکار دیپک داس زندہ باد!“

اور پھر سب سونے کے لیے چلے گئے!